ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

02

مسلسل اشاعت کا
32واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

17 تا 23 جمادی الاُخریٰ 1444ھ/ 10 تا 16 جنوری 2023ء

سب سے بڑا سہارا

جو شخص معاشرے کے مقابلے میں کھڑا ہوتا ہے، اس کی غلط رسوم وروایات، عقائد ونظریات، افکار وتصورات، میلانات و رجحانات اور عزت وذلت کے پیمانوں سے بغاوت کرتا ہے، اس پر معاشرے کا اتنا شدید دباؤ پڑتا ہے کہ وہ اس کے مقابلے میں ٹک نہیں سکتا جب تک کہ پشت پر کوئی ایسی قوت نہ ہو جو انسانوں سے زیادہ قوی، پہاڑ سے زیادہ اٹل اور زندگی سے زیادہ عزیز ہو۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ مؤمن کو اس طوفانِ کشمکش میں یکہ وتنہا، اور بے یار ومددگار نہیں چھوڑ دیتا، کہ وہ حزن وغم اور احساس ناتوانی سے ہمت چھوڑ بیٹھے۔ بلکہ وہ اس کے سر پر شفقت ومحبت کا ہاتھ رکھتا اور اسے یہ جاں نواز پیغام دیتا ہے:

﴿وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۳۹﴾ (آل عمران)

”اور بے دل نہ ہونا اور غمگین نہ ہو۔ تم ہی غالب رہو گے، اگر تم مومن (صادق) ہو۔“

اس موقع پر لازماً حزن وغم کا بھی حملہ ہوتا ہے، اور احساس ناتوانی کا بھی۔ یہ ہدایت آتی ہے تاکہ مومن اس کے ذریعہ ان دونوں کا مقابلہ کرے۔ جہاں وہ اس موقع پر صبر واستقامت سے کام لے، وہیں اپنی عظمت وبلندی کے احساس سے سرشار بھی ہو، وہ سرکش قوتوں، نامعقول قدروں، جاہلی نظریوں، باطل نظاموں، بے جا رسموں، نامناسب عادتوں، ترک واختیار کے غلط پیمانوں اور گمراہی پر متحد جتھوں سے ذرا بھی مرعوب نہ ہو، بلکہ انہیں اپنے سے فروتر سمجھے۔

اور غور کرو تو حقیقت بھی یہی ہے۔ ہر لحاظ سے بلند وبرتر مؤمن ہی ہے۔ اس کا سہارا سب سے بڑا سہارا ہے۔ اس کا سرچشمہ سب سے اُونچا سرچشمہ ہے۔ بھلا اسے انسانوں سے کیا سروکار؟ ساری دنیا سے کیا علاقہ؟ دنیوی قدردانوں کی اسے کیا پروا؟ انسانی پیمانوں سے اسے کیا واسطہ؟ وہ تو اللہ ہی سے لیتا، اللہ ہی کی طرف پلٹتا، اور اللہ ہی کے راستہ پر چلتا ہے۔

نقوشِ راہ
سید قطب شہید ؒ

اس شمارے میں

آئین پاکستان کی گولڈن جوبلی یا پچاسویں برسی

جنتی گھرانہ

پاکستان کی بقا اور استحکام کا راز: نظریۂ پاکستان کی عملی تعبیر!

اپنے مسلمان ہونے پر فخر کیجیے!

تقویٰ اور اس کے تین درجات

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

الھدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1018

قومِ ہودؑ کا اونٹنی کے ساتھ ظلم

سُورۃُ الشُّعَرَاء | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات:156تا

وَ لَا تَمَسُّوۡہَا بِسُوۡٓءٍ فَیَاۡخُذَکُمۡ عَذَابُ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ﴿۱۵۶﴾ فَعَقَرُوۡہَا فَاَصۡبَحُوۡا
نٰدِمِیۡنَ ﴿۱۵۷﴾ فَاَخَذَہُمُ الۡعَذَابُ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً ؕ وَ مَا کَانَ اَکۡثَرُہُمۡ
مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۵۸﴾ وَ اِنَّ رَبَّکَ لَہُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ﴿۱۵۹﴾

آیت:۱۵۶ ﴿وَلَا تَمَسُّوۡہَا بِسُوۡٓءٍ فَیَاۡخُذَکُمۡ عَذَابُ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ﴿۱۵۶﴾﴾ ’’اور مت ہاتھ لگانا اسے برے ارادے سے‘ ورنہ ایک بڑے دن کا عذاب تمہیں آ پکڑے گا۔‘‘

آیت:۱۵۷ ﴿فَعَقَرُوۡہَا فَاَصۡبَحُوۡا نٰدِمِیۡنَ ﴿۱۵۷﴾﴾ ’’تو انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں‘ پھر وہ ہو کر رہ گئے پچھتانے والے۔‘‘

آیت:۱۵۸ ﴿فَاَخَذَہُمُ الۡعَذَابُ ؕ﴾ ’’پس ان کو آ پکڑا عذاب نے۔‘‘

﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً ؕ وَ مَا کَانَ اَکۡثَرُہُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۵۸﴾﴾ ’’یقیناً اس میں ایک بڑی نشانی ہے‘ لیکن ان کی اکثریت ماننے والی نہیں ہے۔‘‘

آیت:۱۵۹ ﴿وَاِنَّ رَبَّکَ لَہُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ﴿۱۵۹﴾﴾ ’’اور یقیناً آپ کا پروردگار بہت زبردست‘ نہایت رحم کرنے والا ہے۔‘‘

درس حدیث

کھاؤ، پہنو، مگر استکبار اور اسراف سے بچو

عَنۡ عَمۡرِو بۡنِ شُعَیۡبٍ عَنۡ اَبِیۡهِ عَنۡ جَدِّهٖ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا وَ تَصَدَّقُوۡا وَالۡبَسُوۡا مَالَمۡ يُخَالِطۡ اِسۡرَافٌ وَلَا مَخِيۡلَةٌ)) (رواہ احمد ونسائی وابن ماجہ)

عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’کھاؤ، پیو، (دوسروں پر) صدقہ کرو، اور (کپڑے بنا کر) پہنو، بشرطیکہ اسراف اور نیت میں فخر واستکبار نہ ہو۔‘‘

تشریح: کھانے پینے کی چیزیں اور لباس اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔ جس کو اچھی خوراک اور اچھا لباس میسر ہو اُسے ان نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کی اجازت ہے۔ شرط یہ ہے کہ نہ تو اسراف ہو اور نہ دل میں فخر اور تکبر ہو اور چاہیے پھر یہ کہ آدمی ان خداداد نعمتوں سے دوسرے ضرورت مندوں کی کھانے اور لباس سے مدد کرے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

آئینِ پاکستان کی گولڈن جوبلی یا پچاسویں برسی

پاکستان کا پہلا آئین قیامِ پاکستان کے (9) نو سال بعد ایک سویلین وزیراعظم چودھری محمد علی نے بنایا۔ 23 مارچ 1956کو اس آئین کا نفاذ ہوا۔ اس خوشی میں ملک بھر میں عام تعطیل کی گئی۔ یہاں یہ بات تاریخ کا حصہ بننا چاہیے کہ اس دن کو یومِ جمہوریہ قرار دیا گیا اور ملک بھر میں اس روز کو عام تعطیل کا اعلان ہوا۔ تین سال یہ سلسلہ جاری رہا، پھر جمہوریت تو ختم ہوگئی لیکن ایک جادوگری سے یومِ جمہوریہ کو یومِ پاکستان بنا دیا گیا اور 23 مارچ کو 1956ء کی بجائے 1940ء سے جوڑ دیا گیا۔ تاکہ تعطیل کی وجہ سے عوام بھی خوش رہیں اور جمہوریت کا بھرکس بھی نکل گیا۔ بہرحال 1956ء کے آئین میں پارلیمانی طرزِ حکومت اپنایا گیا جس میں وزیراعظم چیف ایگزیکٹو کی حیثیت سے ہوتا ہے اور صدر ریاست کا آئینی سربراہ ہوتا ہے۔ یہ ہر لحاظ سے ایک متوازن آئین تھا۔ اس میں ایسی شقات تھیں جن سے ایک اسلامی ریاست کا تصور اُبھر کر سامنے آتا تھا۔ لیکن ابھی اس کی عمر بمشکل ڈھائی سال ہوئی تھی کہ ایک خود ساختہ فیلڈ مارشل جنرل ایوب خان نے یہ آئین ختم کر دیا۔ گویا یہ وہ کلی تھی جو بن کھلے مرجھا گئی بلکہ صحیح تر الفاظ میں بُری طرح مسل دی گئی۔

فوجی حکمران نے 1962ء میں ایک نیا آئین دیا۔ لیکن اقتدار سے رخصتی کے وقت خود ہی اپنے آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اقتدار قومی اسمبلی کے سپیکر کی بجائے آرمی چیف کو سونپ دیا۔ لہٰذا یہ آئین بھی ختم ہوگیا۔ ملک دولخت ہوگیا۔ مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن گیا اور وہ قومی اسمبلی جو پورے پاکستان کی نمائندگی کے لیے وجود میں آئی تھی وہ what remains of Pakistan کی automatically یعنی خود بخود آئین ساز اسمبلی بن گئی۔ ذوالفقار علی بھٹو اس نئے پاکستان کے وزیراعظم بن گئے۔ حالانکہ وہ اس اسمبلی میں منتخب ہوئے تھے جو سقوطِ ڈھاکہ سے پہلے متحدہ پاکستان کے دور میں وجود میں آئی تھی۔

1973ء میں ایک نیا آئین بن گیا۔ جسے 2023ء میں پچاس سال مکمل ہو جائیں گے۔ گویا اس سال کو آئین پاکستان کی گولڈن جوبلی کے طور پر منایا جا سکتا ہے۔ لیکن ہم نے جو ''آئین پاکستان کی گولڈن جوبلی یا پچاسویں برسی'' کا عنوان باندھا ہے وہ بھی کوئی ایسا بے معنی یا غیر منطقی یعنی illogical نہیں ہے۔ اس حوالے سے ماضی کو تھوڑا سا کھنگالنا پڑے گا اور تاریخ کا جائزہ لینا ہوگا۔ جب آئین سازی کے ابتدائی مراحل طے ہو رہے تھے اور آئین ساز اسمبلی کے سامنے اس کی شقات لائی جا رہی تھیں تو اُس وقت کی اپوزیشن نے سخت اعتراض کیا کہ یہ تو تمام تر اختیارات اور طاقتیں صدر کو دے رہے ہیں جس سے یہ صدارتی آئین بن جائے گا۔ جس پر بہت لے دے ہوئی، بالآخر ذوالفقار علی بھٹو مان گئے

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تاخلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
17 تا 23 جمادی الاُخریٰ 1444ھ جلد 32
10 تا 16 جنوری 2023ء شمارہ 02
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فریداللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اور اُنہوں نے وہ سارے اختیارات وزیر اعظم کے کھاتے میں ڈال دیئے۔ اب صدر بے چارہ مکمل طور پر فارغ ہوگیا۔ اس پر بھی اعتراض ہوا، لیکن بھٹو نے سخت رویہ اختیار کیا اور اپوزیشن پر الزام لگایا کہ وہ کوئی ایک مؤقف اختیار نہیں کرتی۔ بالآخر 10 اپریل 1973ء کو مغربی پاکستان، جو سقوطِ ڈھاکہ کے بعد "what remains of Pakistan" کہلاتا تھا، اُس کی آئین ساز اسمبلی نے متفقہ طور پر آئین پاس کرلیا، جس پر 12 اپریل 1973ء کو صدرِ مملکت نے دستخط کردیے اور 14 اگست 1973ء کو 1973ء کا آئین پاکستان بھر میں نافذ العمل ہوگیا۔

وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو نے 4 مئی 1974ء یعنی آئین کے نفاذ کے تقریباً ساڑھے نو ماہ بعد ہی آئین میں پہلی ترمیم کر ڈالی۔ پہلی آئینی ترمیم میں فرسٹ شیڈول کے ساتھ آرٹیکل 1، 8، 17، 61، 101، 193، 199، 200، 209، 212، 250، 260 اور 272 میں ردوبدل کیا گیا۔ اور یوں ذاتی اور جماعتی مفادات کی خاطر آئین پاکستان کا حلیہ بگاڑنے کے لامتناہی سلسلے کا آغاز ہوگیا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی حکومت کے اختتام سے چند ماہ قبل تک یعنی 14 اگست 1973ء سے 16 مئی 1977ء کے چار سال کے دوران آئین میں سات ترامیم کر ڈالیں۔ یہ آئین ابھی چار سال کا ہوا تھا کہ یہ بھی بھاری فوجی بوٹوں تلے کچل دیا گیا۔ لیکن اس مرتبہ سوچ سمجھ کر اسے موت کے گھاٹ نہ اتارا گیا بلکہ زخمی حالات میں زندہ رکھا گیا اور یہ اپنے تمام تر زخموں کے ساتھ بھی کہلاتا 1973ء کا آئین ہی تھا۔ ایک فوجی ڈکٹیٹر کو پاکستان کی عدلیہ نے فردِ واحد کی حیثیت سے اس آئین میں ترمیم کا اختیار دے دیا۔ پھر یہ اختیار خوب استعمال ہوا یہاں تک کہ فوجی ترامیم کے بعد نہ اسے پارلیمانی کہا جاسکتا تھا اور نہ صدارتی۔ پھر بھی کہنے والے اسے 1973ء کا ہی آئین کہتے تھے، اس لیے کہ کسی کے پاس کہنے کو کچھ اور تھا ہی نہیں۔

ذوالفقار علی بھٹو کے بعد جنرل ضیاء الحق نے آٹھویں ترمیم سمیت 1973ء کے آئین میں تین ترامیم کر ڈالیں۔ آٹھویں ترمیم میں موصوف نے (B)58-2 کے تحت پارلیمان تحلیل کرنے کا اختیار حاصل کرلیا۔ گویا یہ آئین نہ پارلیمانی رہا اور نہ صدارتی۔ ضیاء الحق کے مارشل لاء دور کے بعد جو جمہوری دور شروع ہوا، اس دور میں ایک مرتبہ پھر آئین کی بھرپور سرجری ہوئی۔ صدر کو ایک مرتبہ پھر بے اختیار کرکے ایوانِ صدر تک محدود کر دیا گیا۔ اسمبلی توڑنے کا حق دوبارہ وزیر اعظم اور وزرائے اعلیٰ کو مل گیا۔ 12 اکتوبر 1998ء کو جنرل مشرف نے مارشل لاء لگا دیا۔ مارشل لاء کا مطلب اگرچہ آئین کا انتقال پُرملال ہوتا ہے، لیکن جنرل صاحب نے آئین کی چند شقات ہی کو نہلایا، کفنایا اور دفنایا لیکن قوم کو 1973ء کے آئین کے زندہ رہنے کی نوید سنائی، حالانکہ اُس کی روح بڑی تکلیف کی حالت میں قفسِ جمہور سے پرواز کر چکی تھی۔ جنرل مشرف اور اُن کی حکومت کو بھی ہمارے عظیم نظامِ عدل نے نظریہ ضرورت کے تحت نہ صرف قانونی قرار دے دیا بلکہ اُنہیں بھی فردِ واحد کی حیثیت سے آئین کی مرمت کرنے کی اجازت دے دی۔ جسے اُنہوں نے بحقِ سرکار خوب استعمال کیا۔ موصوف خواتین پر بہت مہربان تھے۔ لہٰذا اسمبلیوں میں خواتین کو اتنی نشستیں الاٹ کردیں کہ آپ آسانی سے 1973ء کے آئین کو آئین برائے خواتین کہہ سکتے ہیں۔ اُنہوں نے ایک بار پھر آئین میں یہ شق بھی داخل کردی کہ صدر اسمبلی توڑ سکتا ہے، لیکن اس مرتبہ اُنہوں نے اُس میں بعض شرائط عائد کردیں۔

مشرف دور ختم ہوا۔ جمہوریت نے ایک بار پھر جنم لیا۔ اس بار پاکستان پیپلز پارٹی حکومت میں تھی، جس میں صدر زرداری آل اِن آل تھے۔ اُنہوں نے بھی 1973ء کے آئین کو آڑے ہاتھوں لیا اور اٹھارویں ترمیم کے ذریعے صوبوں کو بے لگام کر دیا۔ اب بہت سے معاملات میں وفاقی حکومت چیخ وپکار تو کرسکتی ہے، کسی نافرمان صوبے کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔

بہرحال ہم 1973ء کے آئین کی بیک وقت گولڈن جوبلی بھی منا رہے ہیں، لیکن اُس کے پچاسویں عرس کا بھی بڑی دھوم دھام سے انتظام کر لینا چاہیے۔ کسی نے کیا خوبصورتی سے ہمارے بارے میں کہا تھا ’’بیکار مباش کچھ تو کیا کر اور کچھ نہیں تو اُدھیڑ کر ہی سیا (سِلا) کر‘‘ اِس اُدھیڑنے اور سِلنے کا عمل ہم 1973ء کے آئین پر اس قدر کر چکے ہیں کہ اب وہ بے سدھ پڑا ہے جو چاہے کھلواڑ کرلے۔ most welcome

یہ تو ہے آئین کا حال اور تلخ تر حقیقت یہ ہے کہ جس طرح ہمارے معاشرے کی اکثریت ظالم ہندوانہ رسومات اور مادر پدر آزاد مغربی تہذیب کا ملغوبہ دکھائی دیتی ہے اِسی طرح یہ مظلوم اور مضروب آئین قیامِ پاکستان کے بنیادی تقاضوں کی تکمیل نہ کرسکا۔ لہٰذا ہم نئی بوتل میں پرانی شراب انڈیل کر وقت گزاری کر رہے ہیں جس سے ’’ہم نہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے‘‘، یعنی ہم دنیوی ناکامیوں کی وجہ سے منہ کے بل گرے پڑے ہیں اور آخرت بھی تباہ کر رہے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ ہمیں ہدایت دے اور صراطِ مستقیم پر گامزن کرے۔ آمین ثم آمین!

❁❁❁

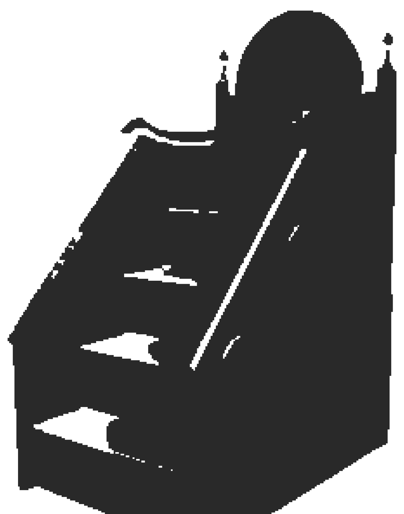

جنتی گھرانہ

(سورۃ الطور کی آیت 21 کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 30 دسمبر 2022ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابوابراهیم

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

اللہ تعالیٰ نے جا بجا قرآن حکیم میں اہل جنت اور اہل دوزخ کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اوصاف، کردار اور انجام کو بیان فرماتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آخرت کے بارے میں کئی مرتبہ غفلت کے پردے پڑ جاتے ہیں، توجہ نہیں رہتی، انسان غافل ہو جاتا ہے، یقین نہیں ہوتا۔ ان سب وجوہات کی بناء پر اعمال میں کوتاہیاں پیدا ہوتی ہیں۔ فکر بھی کمزور بلکہ کج اور ٹیڑھی ہو جاتی ہے اور اعمال میں بھی بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ آخرت اگر سامنے ہو تو فکر بھی ٹھیک رہتی ہے۔ جیسے دنیا میں ہمیں بعض چیزوں کی فکر ہوتی ہے۔ امتحان کی ٹینشن ہے، باس کا سامنا کرنے کی ٹینشن ہے، آڈٹ آجائے گا اس کی ٹینشن ہے، مہینے کے آخر میں کرایہ دینا ہے جیب میں پیسے نہیں ہیں تو ٹینشن ہے۔ وغیرہ۔ ان کو ہم اردو میں فکریں کہتے ہیں۔ اسی طرح اگر آخرت کی فکر ہو تو ہماری کیفیت بدل جائے گی، ہمارے اعمال بھی درست ہو جائیں گے۔ اس لیے قرآن مجید ہمیں آخرت کی فکر دلانے کے لیے آخرت کے مختلف موضوعات مختلف مقامات پر ہمارے سامنے لاتا ہے۔ انہی میں سے ایک مقام سورۃ الطور کی آیت 21 ہے۔ جہاں ایک جنتی گھرانے کا نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ﴾ ’’اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ان کی پیروی کی ایمان کے ساتھ‘ ہم ملا دیں گے ان کے ساتھ ان کی اس اولاد کو‘‘

دیگر مقامات پر قرآن مجید ایمان کے ساتھ اعمال صالح اور دین کے دیگر تقاضوں پر عمل کرنا بھی لازم قرار دیتا ہے۔ اس لحاظ سے یہاں ایسا ہی ایمان مُراد ہے جس کی گواہی انسان کا عمل بھی دیتا ہو۔ اگر اس طرزِ عمل کے حامل والدین ہیں اور اُن کی اولاد بھی اسی طرزِ عمل میں والدین کی پیروی کر رہی ہے تو پھر اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ جنت میں انہیں ضرور ایک دوسرے سے ملا دے گا۔

مراد یہ ہے کہ جنت میں بہت سارے درجات ہیں۔ کوئی درجات کے لحاظ سے بلند مقام پر ہوگا، کوئی درمیانہ درجہ میں ہوگا اور کسی کا درجہ ذرا کم ہوگا۔ ان مختلف درجات کی بنیاد پر جنت میں مختلف مقامات جنتیوں کو ملیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی شان کریمی ہے کہ وہ نیچے والوں کو بلند کر دے گا اور اوپر والوں کے ساتھ ملا دے گا۔ اللہ تعالیٰ کی اس شان کریمی پر تمام مفسرین نے کلام کیا ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ﴾ ’’اور ہم اُن کے عمل میں سے کوئی کمی نہیں کریں گے۔‘‘

یہ اللہ تعالیٰ کی شان کریمی ہے کہ درجات بھی مختلف ہوں گے لیکن اس کے باوجود مختلف درجات کے لوگوں کو ملا بھی دیا جائے گا۔ یعنی ایسا نہیں ہوگا کہ جو لوگ بلند درجہ پر فائز ہیں، اُن کے درجہ میں کوئی کمی کر کے نیچے والوں سے ملا دیا جائے گا بلکہ اللہ کی شان کریمی یہ ہوگی کہ نیچے والوں کو اوپر والوں کے ساتھ اللہ ملا دے گا۔

یہ تو ہے ایک جنتی گھرانے کا نقشہ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں پیش کیا ہے لیکن اس کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ نے آخرت کے مختلف نقشے پیش کیے ہیں۔ کبھی اللہ تعالیٰ یہ بھی ارشاد فرماتا ہے:

﴿قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ﴾ (الزمر:15)

’’آپؐ کہہ دیجیے کہ اصل میں خسارے میں رہنے والے وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو خسارے میں ڈالا قیامت کے دن۔‘‘

دنیا میں بہت سے خسارے ہوتے ہیں۔ کوئی طالب علم امتحان میں فیل ہو گیا، کوئی انٹرویو میں فیل ہو گیا اور کوئی بزنس میں فیل ہو گیا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب خسارے آخرت کے خسارے کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہیں۔ آخرت کا خسارہ اصل خسارہ ہے۔ اسی طرح قرآن حکیم دہلا دینے والے نقشے بھی ہمارے سامنے رکھتا ہے۔ سورۃ عبس کے آخر میں فرمایا:

’’اُس دن بھاگے گا انسان اپنے بھائی سے۔ اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے۔ اور اپنی بیوی سے اور اپنے بیٹوں سے۔ اُس دن ان میں سے ہر شخص کو ایسی فکر لاحق ہوگی جو اسے (ہر ایک سے) بے پروا کر دے گی۔‘‘

کیوں بھاگے گا؟ تاکہ مجھے کسی طرح جہنم سے بچا لیا جائے۔ اس کی انتہائی شکل سورۃ المعارج کے شروع میں آتی ہے:

’’مجرم چاہے گا کہ کاش اس دن کے عذاب کے بدلے میں اپنے بیٹوں کو دے دے اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی کو اور اپنے اس کنبہ کو جو اسے پناہ دیتا تھا اور ان سب کو جو زمین میں ہیں پھر اپنے آپ کو بچا لے۔‘‘

آخرت کے یہ نقشے بھی قرآن کریم پیش کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس دن کی ہولناکیوں سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ کیا ہم اپنے لیے اور اپنے پیاروں کے لیے (جن کی انگلی بھی چولہے میں آگ میں جلنا گوارا نہیں کر سکتے) آخرت کی فکر کر رہے ہیں؟ ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے جنت کا سوال شعوری طور پر دن میں کتنی مرتبہ کر رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے جنت بنائی اور سجائی ہے جس کا ذکر جابجا اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے۔ وہ اللہ کی جنت سستی نہیں ہے، فری میں ملنے والی نہیں ہے۔ اللہ کے فضل سے ملنے والی ہے۔ رب نے جو اوصاف اہل جنت کے بیان فرمائے وہ تقاضا کرتے ہیں کہ بندہ اس جنت کے حصول کے لیے اپنے آپ کو لگائے اور اپنے آپ کو کھپانے کی کوشش کرے۔ لیکن آج ہماری زندگیوں میں، ہمارے گھروں میں ہمارا کیا رویہ ہے؟ گلاس ٹوٹے، سمارٹ فون ٹوٹے یا ایل سی ڈی ٹوٹے تو ہمیں غصہ آتا ہے لیکن اگر گھر میں نماز کا حکم ٹوٹتا ہے، شریعت کی کھلی خلاف ورزی ہوتی ہے تو کیا ہمیں غصہ آتا ہے؟ کیا نقشے ہیں گھروں کے اندر، کیا کچھ سکرین پر چل رہا ہے، اخلاق و رویے کیسے ہیں؟ گھروں میں میتھ، فزکس، کیمسٹری بھی ہے، جاپانی اور جرمن زبان بھی سیکھ رہے ہیں تاکہ جاب مل سکے، کیا ہم اللہ کا قرآن بھی سیکھ رہے ہیں تاکہ آخرت بن جائے؟ اللہ کی کتاب ہمارے گھروں میں کتنی کھلتی ہے؟ ہم محمد مصطفی ﷺ کے نام لیوا ہیں، آپ ﷺ کی ساری زندگی کی جدوجہد، محنت اور قربانیاں اس مشن کے لیے تھیں کہ اللہ کا لایا ہوا دین غالب کیا جائے۔ کیا آج ہمارے گھروں اور ہماری زندگیوں میں اس جدوجہد اور مشن سے کوئی نسبت ہے؟ محمد رسول اللہ ﷺ ایک پردہ کرنے والی کنواری لڑکی سے زیادہ حیا کرنے والے تھے لیکن آج ہمارے گھرانوں کی حیا کی کیفیت کیسی ہے؟ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی بی بی فاطمۃ الزہرۃ ؓ نے فرمایا کہ میرا جنازہ رات کی تاریکی میں اٹھانا۔ آج ہمارے گھرانوں میں ہماری بیٹیوں اور بہنوں کا ڈریس کوڈ کیسا ہے؟ ان کا لباس کیسا ہے؟ جنت ہمیں چاہیے تو فری میں تو تھوڑی ملے گی؟

ہم اپنے رویوں کو بھی دیکھیں اور قرآن مجید نے آخرت کے جن مقامات کا نقشہ کھینچا ہے اُن کو بھی ذہن میں لائیں اور فیصلہ کریں کہ کیا ہم خود کو اور اپنے گھر والوں کو خسارے کی طرف لے کر جا رہے ہیں یا جنت کی طرف؟ ہمارے گھروں میں کتنی مرتبہ جہنم کی آگ کے بارے میں سوچ کر رونا آتا ہے جیسے کہ اماں عائشہ ؓ روئیں تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ تمہیں کس شے نے رلایا؟ انہوں نے کہا کہ جہنم کی آگ کے خوف نے رلایا۔ آج ہمیں اس بات پر تو رونا آتا ہے کہ ہمارے بچوں کے ہاتھ میں آئی فون تو ہے مگر آئی فون 14 نہیں ہے، فلاں نے اپنی بچی کی شادی پر کروڑ خرچ کیے میں صرف پچاس لاکھ خرچ کر سکا۔ لیکن کیا جہنم کے خوف سے بھی رونا آتا ہے؟ مسند احمد کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ پوری رات اللہ تعالیٰ سے اپنی اُمت کے لیے التجا کرتے ہوئے روتے رہے۔ آج ہمارے رونے دھونے کیا ہیں؟ کیا آج آخرت اور جنت ہماری ترجیحات میں شامل بھی ہے کہ نہیں؟ پیسہ، پلاٹ، دوکان، دنیوی ترقی کے لیے تو ہماری پوری دوڑ دھوپ ہے، کیا آخرت کے لیے بھی کوئی کوشش ہمارے معمول میں شامل ہے؟

بہر حال ہم اپنے گھروں کا جائزہ لیں، گھر میں دیکھیں کہ نمازوں کی کیا صورت حال ہے، قرآن کی تلاوت کتنی ہو رہی ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے اسوہ پر کتنا عمل کیا جا رہا ہے؟ گھر والوں کو کھلانا پلانا بالکل ٹھیک ہے۔ جائز طریقے پر حلال ذرائع سے پورا کریں کوئی حرج نہیں مگر صرف کھلانے پلانے تک ہی آپ کی ذمہ داری محدود نہیں ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

”تم سب راعی (حاکم) ہو اور تم سب اپنی رعیت کے بارے میں سوال کیے جاؤ گے۔“ (صحیح بخاری)

پریس ریلیز 6 جنوری 2023ء

اسرائیلی وزیر کا مسجد اقصیٰ کا دورہ انتہائی اشتعال انگیز ہے

شجاع الدین شیخ

اسرائیلی وزیر کا مسجد اقصیٰ کا دورہ انتہائی اشتعال انگیز ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ ناجائز صہیونی ریاست کے ایک اہم وزیر کا لاؤ لشکر سمیت مسجد اقصیٰ کا دورہ کرنا اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ اسرائیل ارض مقدس کے حوالے سے اپنے ناپاک عزائم کو پورا کرنے کی حتمی تیاریاں کر رہا ہے۔ نیتن یاہو کی سرکردگی میں نئی کٹر صہیونی حکومت کے قیام کے ساتھ ہی فلسطینی مسلمانوں کے گھروں کو مسمار کر کے غیر قانونی یہودی آبادکاریاں بنانے کا سلسلہ بڑھا دیا گیا ہے۔ قابض صہیونی فوج نے الخلیل میں واقع مسجد ابراہیم کو مسلمانوں پر بند کر دیا ہے۔ مقبوضہ فلسطین میں مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں کو شہید کر دینا معمول بن چکا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ اگرچہ اسرائیل کے ان وحشیانہ اقدامات پر متحدہ عرب امارات اور چین نے سلامتی کونسل کا اجلاس بلانے کا مطالبہ کیا ہے اور حکومتِ پاکستان نے بھی اس کی مذمت کی ہے لیکن زمینی حقائق بتاتے ہیں کہ محض زبانی جمع خرچ سے فائدے کی بجائے نقصان ہو رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ صہیونیوں کا اصل ہدف واضح ہے کہ وہ گریٹر اسرائیل کے قیام کے لیے عربوں کے مزید علاقے ہتھیانا چاہتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ اگر اس صورتِ حال میں بھی مسلمان ممالک متحد ہو کر فلسطین کے دفاع میں عملی طور پر میدان میں نہیں اترتے تو اُن کے لیے زمین کا پیٹ زمین کی پیٹھ سے بہتر ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ مسلمان ممالک ایک وحدت کی صورت اختیار کر کے صحیح معنوں میں ایک متحرک امتِ مسلمہ کو وجود میں لائیں تاکہ اسرائیلی جارحیت کے سامنے آہنی دیوار بن سکیں۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

پھر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی (وغیرہ) بنا دیتے ہیں۔'' (صحیح مسلم)

آج اس حوالے سے والدین کا کیا رول ہے؟ یہ انتہائی فکری مندی کی بات ہے کہ کہیں ہم خود ہی اپنی اولاد کی آخرت تباہ تو نہیں کر رہے؟ اگر گھر میں ایمان، عمل صالح، اسوہ رسول ﷺ پر عمل کی فکر نہیں ہے، صرف دنیاداری کی فکر ہے، صرف دنیا کو ہی جنت بنانے کے چکر میں ہیں، صرف دنیا ہی ترجیح ہے تو پھر سوچئے کہ کل اللہ کے ہاں جوابدہی مشکل ہو جائے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ﴾ (الحشر:18)

''اے اہل ایمان! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر جان کو دیکھتے رہنا چاہیے کہ اُس نے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے!''

ہر ایک کو اپنے گھر والوں کے لیے جواب دینا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ (التحریم:6)

''اے اہل ایمان! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اُس آگ سے''

ہمارے ہاں مختلف جماعتیں ہیں جو توجہ دلاتی رہتی ہیں۔ ہم بھی تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے اپنے ساتھیوں کو توجہ دلاتے ہیں کہ دین کے تقاضوں میں خود اللہ کے دین کو سیکھنے کی کوشش کرنا، اللہ کی بندگی کرنا، قرآن حکیم سے تعلق کی مضبوطی، اجتماعیت میں شامل ہونا، اجتماعیت سے جڑ کر اللہ کے دین کے تقاضوں پر عمل کرنا، اللہ کی بندگی کی دعوت دوسروں کو دینا، اللہ کی بندگی پر مبنی نظام کو قائم کرنے کی جدوجہد کرنا بھی شامل ہے وہیں ہم اپنے رفقاء تنظیم کو یہ بھی توجہ دلاتے ہیں کہ اپنے گھروں میں دین کو قائم کریں۔ اس کے لیے ہمارے ہاں ''گھریلو اُسرہ'' کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ اُسرہ عربی میں خاندان کو کہتے ہیں۔ یعنی باقاعدہ گھر والوں کے لیے دینی نشستوں کا اہتمام ہو جہاں گھر والوں کو بٹھا کر قرآن حکیم، سیرت النبی ﷺ، حدیث مبارکہ کا ذکر ہو، مسنون آداب کا ذکر آئے، کچھ لٹریچر کا مطالعہ ہو، کچھ فہم دین کا اہتمام ہو۔ اگر آج ہمارے گھروں میں اس پر محنت ہو رہی ہے تو پھر یہی نقشہ کل ہوگا کہ جو ایمان پر تھے اور ان کی اولاد بھی ایمان پر رہی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ آخرت میں بھی اللہ کے فضل سے اکٹھے ہوں گے۔ لیکن ذہن میں یہ رکھ لیں کہ آج ہمارے عقیدے اور ایمان بھی ہاتھ سے جا رہے ہیں۔ کبھی وہ دور تھا کہ کالجز، یونیورسٹیز اور میڈیا پر انکار سنت کے فتنے کے حوالے سے باتیں ہوتی تھیں، آج تو اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں بحثیں شروع ہوگئی ہیں۔ اگر اللہ ہی کا انکار ہو گیا تو پھر آخرت کی کیسی فکر اور اس کا آخرت میں انجام کیا ہوگا؟ اس حوالے سے فکرمند ہونے کی ضرورت ہے۔ زیر مطالعہ آیت کے آخر میں فرمایا:

﴿كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴿٢١﴾﴾ ''ہر انسان اپنی کمائی کے عوض رہن ہوگا۔''

اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے جنت تیار کی ہے لیکن اس کے لیے دنیا میں اسے بامقصد زندگی گزارنے کے لیے بھیجا۔ اسے جسم، مال، صلاحیتیں دی ہیں، یہ سب اس کے پاس اللہ کا اُدھار ہے۔ دنیا میں کوئی شے رہن (گروی) رکھوا کر ہم قرض لیتے ہیں، جب قرض ادا کریں گے تو وہ شے واپس مل سکے گی۔ اسی طرح ہماری جان پھنسی ہوئی ہے۔ ہمارے پاس جان، مال، صلاحیت، اوقات وغیرہ یہ سب اللہ کی امانت ہیں، یہ سب ادھار ہیں، اس سب کو اللہ ورسول ﷺ کی تعلیم کے مطابق استعمال کریں گے تو ہماری جان چھوٹے گی ورنہ بہت بڑے خسارہ کی طرف ہم سب جا رہے ہیں۔ یعنی جہنم کی طرف۔ جہنم سے جان کو چھڑانا آسان نہیں ہے۔ اس کے لیے جان، جسم، صلاحیت اور وقت جو کچھ بھی اللہ نے دیا اس کو اللہ کی رضا کے لیے، اللہ کے دین کے لیے لگانا پڑے گا۔

سورۃ التوبہ آیت 111 میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ﴾ ''یقیناً اللہ نے خرید لی ہیں اہل ایمان سے ان کی جانیں بھی اور ان کے مال بھی اس قیمت پر کہ ان کے لیے جنت ہے۔''

یہ اللہ کی شان کریمی ہے ورنہ اللہ کو کسی سودے کی حاجت نہیں ہے۔ ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ اللہ کی امانت ہے، ہم مالک نہیں ہیں بلکہ کسٹوڈین ہیں۔ اس سب کو اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری اور رضا کے مطابق لگاؤ اور اللہ کی جنت کو پالو۔

مفسرین نے ایک اور گہرا نکتہ بیان فرمایا کہ دنیا میں ماں باپ نیک ہوں تو اولاد کو فائدہ پہنچ سکتا ہے بشرطیکہ اولاد ایمان پر ہو لیکن اگر اولاد ظلم وزیادتی کر رہی ہے تو وہ خود اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں جوابدہ ہے۔ یہ جو جملہ ہے: ﴿كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴿٢١﴾﴾ ''ہر انسان اپنی کمائی کے عوض رہن ہوگا۔'' اس تعلق سے سورۃ الکہف کو ذہن میں رکھیے جہاں جناب خضر وموسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان ہوا ہے۔ ایک واقعہ میں حضرت خضر نے یتیم بچوں کی گری ہوئی دیوار سیدھی کر دی کیونکہ اس دیوار کے نیچے خزانہ تھا۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ﴾ (الکہف:82) ''اور ان کا باپ نیک آدمی تھا۔''

باپ نیک تھا تو اس کی نیکی اولاد کے کام آ گئی۔ اس تعلق سے ہمارے اسلاف کا طرز عمل ہوتا تھا کہ نوافل ادا کیے، کچھ تھک گئے، کچھ دیر کے بعد پھر دو رکعت اور ادا کر لیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر بھی فضل فرمائے اور میری اولاد پر بھی فضل فرمائے۔ آج تصور یہ ہے کہ چار کاروبار کر رہا ہوں تو پانچواں بھی شروع کر دوں، دو نوکریاں کر رہا ہوں تو تیسری بھی شروع کر دوں، کیا کروں بچوں کے مستقبل کا سوال ہے۔ حالانکہ اگر آج ماں باپ خیر میں، نیکی میں آگے بڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اولاد کی دنیا بھی سنوار دے گا مگر ہم اللہ کے دین کو فراموش کر کے دنیا بنانا چاہیں گے تو اللہ ذلیل کرے گا اور جو بندہ دنیا کی بجائے اللہ کو ترجیح دے، اللہ کے دین کو ترجیح دے گا حدیث میں ذکر آتا ہے کہ اللہ دنیا کو ذلیل کر کے اس کے قدموں میں ڈال دیتا ہے مگر ہم دنیا کے پیچھے پڑے رہیں گے تو یہ دنیا ہمیں ذلیل کروا دے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں کی سمجھ عطا فرمائے۔ آمین!

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر راجپوت بھٹی فیملی کو اپنے حافظ قرآن بیٹے، عمر 38 سال، تعلیم ایم ایس سی کمپیوٹر سائنس، گورنمنٹ لیکچرر، ذاتی گھر، گاڑی، عقد ثانی (پہلی بیوی سے بوجہ علیحدگی) کے لیے دینی مزاج کی حامل، صوم وصلوٰۃ کی پابند لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0321-4665235

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

پاکستان کی بقا اور استحکام کا راز: نظریۂ پاکستان کی عملی تعبیر!

16 دسمبر 2022ء کو تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام ''پاکستان کی بقا اور استحکام کا راز: نظریۂ پاکستان کی عملی تعبیر'' کے عنوان سے منعقد ہونے والے سیمینار میں مرکزی ناظم نشرواشاعت محترم ایوب بیگ مرزا نے خصوصی مقالہ پیش کیا تھا اس کا خلاصہ ہدیہ قارئین ہے۔ (ادارہ)

آج 16 دسمبر 2022ء ہے یعنی سقوطِ ڈھاکہ کو اکیاون برس گزر چکے جسے اصلاً سقوطِ مشرقی پاکستان کہنا چاہیے۔ یہ درحقیقت صرف قومی نہیں بلکہ ملی سطح پر ایک جانکاہ سانحہ تھا۔ اس لیے کہ اگرچہ اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مسلمانوں کو جہاں بہت سی فتوحات حاصل ہوئیں وہاں مسلمان شکست سے بھی دوچار ہوئے لیکن اسلامی تاریخ میں یہ مثال شاذ ہی ملے کہ نصف لاکھ کے لگ بھگ مسلمان فوج نے دشمن کے آگے انتہائی بے بسی سے ہتھیار ڈال دیئے ہوں اور اُنہیں زنجیروں میں جکڑ کر دشمن ملک میں قید کر دیا گیا ہو۔ آغاز ہی میں یہ بات واضح کر دینا مفید ہوگا کہ ہم نے اگرچہ اپنے یہ جنگی قیدی آزاد کروالیے تھے لیکن بہت بڑی قیمت ادا کرنا پڑی۔ یاد رہے جنگ کے بعد ہونے والے شملہ معاہدہ میں پاکستان نے تسلیم کر لیا تھا کہ کشمیر اب ایک عالمی مسئلہ نہیں بلکہ پاکستان اور بھارت کا دوطرفہ مسئلہ ہے۔

جب کہ پہلے یہ عالمی مسئلہ سمجھا جاتا تھا اور سیکورٹی کونسل میں پیش ہوتا تھا۔ لیکن پھر ایک طویل مدت تک یہ سیکورٹی کونسل میں پیش نہ ہوسکا کیونکہ یہ عالمی مسئلہ نہ رہا

جب ہم اپنی گفتگو کا عنوان ''پاکستان کی بقا اور استحکام کا راز: نظریۂ پاکستان کی عملی تعبیر!'' بتائیں گے تو سب سے پہلے ''نظریہ'' پر بات کرنا ہوگی کہ نظریۂ پاکستان کس کی نظر میں کیا تھا اور دیانت داری کے ساتھ بحث کرنے کے بعد یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ کیا واقعتاً اس نظریہ سے انحراف ہی پاکستان کی شکست و ریخت کا باعث بنا۔ مذہبی ذہن کے حاملین کا دعویٰ ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا اور پاکستان کا مطلب کیا نہ صرف ایک اہم ترین نعرہ تھا بلکہ اس نعرے نے مسلمانانِ برصغیر کو ایسا جوش اور ولولہ دیا جس کے سامنے انگریز کی جابر حکومت اور ہندو اکثریت دونوں ڈھیر ہوگئیں گویا نظریۂ اسلام درحقیقت نظریۂ پاکستان ہی تھا۔ علاوہ ازیں ''مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ'' مسلم لیگ اپنے اس نعرے کو بھی بھرپور انداز میں عام کر رہی تھی گویا تحریکِ پاکستان کی اصل بنیاد مذہب تھی۔ اور اس نظریہ سے انحراف ہی 1971ء میں پاکستان کی شکست و ریخت کا باعث بنا تھا۔ دوسری طرف ایک اچھا خاصا بڑا طبقہ خاص طور پر سیکولر اور لبرل دانشور حضرات سمجھتے ہیں کہ پاکستان کا قیام درحقیقت برصغیر کے مسلمانوں کو درپیش سیاسی اور معاشی مسائل کا نتیجہ تھا۔ یعنی متحدہ ہندوستان میں مسلمان اقلیت میں ہونے کی وجہ سے سمجھتے تھے کہ اُن کے سیاسی اور معاشی حقوق تلف ہو رہے ہیں یعنی ایک چھوٹی قوم کو بڑی قوم سے یہ خطرہ محسوس ہو رہا تھا کہ وہ آزادی کے بعد اُنہیں بُری طرح کُچل دے گی۔ لہٰذا مسلمانانِ برصغیر کسی اسلامی ریاست کے قیام کا مطالبہ نہیں کر رہے تھے۔ (یہ سیکولر لوگوں کا نکتہ نظر پیش کر رہا ہوں) بلکہ اپنے سیاسی اور معاشی تحفظ کے لیے مسلمانوں کا ایک الگ ملک چاہتے تھے جہاں کوئی بڑی قوم اُن کے مذکورہ حقوق تلف نہ کر سکے۔

سیکولر حضرات بڑے زور و شور سے یہ دلیل بھی دیتے ہیں کہ 1937ء کے انتخابات میں مسلم لیگ بُری طرح ناکام ہوئی اور ہندوستان کے گیارہ کے گیارہ صوبوں میں کانگرس نے حکومت بنالی اور مسلمانوں سے سیاسی اور معاشی لحاظ سے بدترین سلوک کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ 1946ء میں مسلم لیگ کو زبردست کامیابی ملی اور وہ تمام مسلمان نشستیں جیت گئی لہٰذا بقول اُن کے مسئلہ دنیوی فوائد کا تھا کسی دینی نظریہ کا نہیں تھا۔ مسلم لیگ کے مرکزی رہنما سردار شوکت حیات تو یہاں تک کہتے تھے کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہٰ الا اللہ سرے سے مسلم لیگ کا نعرہ ہی نہیں تھا اور کبھی مسلم لیگ کے سٹیج سے نہیں لگایا گیا تھا یہ نعرہ تو چند چھوکروں نے لگایا تھا۔ (انہوں نے خاص طور پر چھوکروں کا لفظ استعمال کیا تھا۔) جس کی کوئی سرکاری حیثیت نہیں تھی۔ تھوڑی دیر کے لیے فرض کر لیتے ہیں کہ دونوں دھڑوں یعنی مذہبی لوگوں اور سیکولرز کی آرا درست ہیں۔ ایسی صورت میں اولاً جائزہ لیتے ہیں کہ اسلام کو نظریۂ پاکستان یعنی اسلام کو نئی ریاست کی جڑ اور بنیاد تسلیم کرتے ہوئے ہماری کارکردگی کیا تھی۔ اگرچہ آغاز میں مسائل کا انبار تھا خاص طور پر مہاجرین کی آبادکاری ایک بہت بڑا مسئلہ تھا جو کسی قدر خوش اسلوبی سے طے پا رہا تھا۔ پھر یہ کہ وقت کی حکومت کو اپنے پاؤں جمانے تھے۔ لیکن وقت کی انتظامیہ جسے اُس دور کی اشرافیہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا وہ اس حقیقت کو سمجھنے میں بُری طرح ناکام ہوئی کہ پرانا نظام جو ہمارے انگریز آقاؤں نے اپنی حاکمیت کا تسلط جمانے کے لیے ہم پر مسلط کیا ہوا تھا، اُس سے دوری اختیار کرنے کے لیے جب تک ہم ایک انقلابی چھلانگ نہیں لگائیں گے اور جس نظریہ کی بنیاد پر ہم نے اس ملک کو حاصل کیا ہے اُس کی تعبیر سے اس ملک کی بنیادیں نہیں اٹھائیں گے تو ہم حقیقی آزادی حاصل نہیں کر سکیں گے۔

تقریباً دو سال تک حکومت گومگو کی صورت میں رہی اسلام کی طرف بڑھنے کے اعلانات کرتی رہی لیڈر بیان دیتے رہے لیکن کوئی عملی قدم نہ اٹھایا جا سکا۔ البتہ یہاں یہ وضاحت بہت ضروری ہے کہ قائداعظمؒ نو مسلم علامہ محمد اسد کی سربراہی میں "Department of Islamic Reconstruction" ایک شعبہ قائم کر چکے تھے حالانکہ پاکستان بننے کے ایک سال بعد قائداعظمؒ نے بیماری کی حالت میں وقت گزرا اور یہ واحد شعبہ تھا۔ جو قائداعظمؒ نے اپنی زندگی میں قائم کیا تھا اس سے پاکستان کے مستقبل کے حوالے سے قائداعظمؒ کے ارادے بالکل عیاں ہوجاتے ہیں۔ پھر یہ کہ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے حکومت کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا اور تنبیہ کی کہ اگر وہ اسلامی نظام کے نفاذ کے حوالے سے آگے نہ بڑھی تو وہ عوام میں جائیں گے اور لوگوں کو بتائیں گے کہ مسلم لیگ ایک دھوکہ باز جماعت

ہے اور قیام پاکستان کے حوالے سے اُس نے عوام سے بہت بڑا دھوکہ کیا ہے۔ یہ وارننگ کارگر ثابت ہوئی اور اسمبلی نے قراردادِ مقاصد منظور کر لی۔ (یہ قرارداد مقاصد 1949ء میں منظور ہوئی)۔

ہمارے نزدیک یہ بہت مبارک کام تھا لیکن اگرچہ اسمبلی کی اکثریت کا رویہ مثبت تھا لیکن بعض ارکان اسمبلی کی طرف سے جو تبصرے سامنے آئے وہ بھی شرم سے ڈوب مرنے والے تھے بس یوں سمجھ لیں کہ وہ کہہ رہے تھے ''اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں۔'' مزید دو سال تذبذب اور کنفیوژن میں گزر گئے 16 اکتوبر 1951ء کو وزیراعظم لیاقت علی خان کو شہید کر دیا گیا۔ شنید ہے کہ وزیراعظم لیاقت علی خان نے نہ صرف قراردادِ مقاصد کو عملی شکل دینے کا عہد کر لیا تھا بلکہ وہ اس حوالے سے کچھ اقدام کرنا چاہ رہے تھے لیکن اُنہیں شہید کر دیا گیا۔ اُن کے قاتل کو فوری طور پر گولی مار کر ہلاک کر دینے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک گہری سازش تھی جس کے پرت آج تک نہیں کھل سکے۔ لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد اسلام کے حوالے سے گاڑی کو ریورس گیئر لگ گیا اور جوں جوں وقت گزرتا گیا کہ پاکستان اور اسلام میں فاصلے بڑھتے چلے گئے۔ بلکہ یہاں تک کہہ دیا گیا کہ نظریۂ پاکستان کا شوشہ تو یحییٰ خان کے وزیر اطلاعات نوابزادہ شیر علی خان نے چھوڑا تھا اس کی کوئی حیثیت نہیں (نہ ہی اس کا نام پہلے کبھی سنا گیا تھا۔ یعنی 1970ء میں یحییٰ خان کے وزیر یہ فرما رہے ہیں) یعنی ہم نے سرکاری اعزاز کے ساتھ اسلام اور پاکستان کے تعلق کو دفنا دیا اور اوپر ڈھیروں مٹی ڈال دی۔

اب آیئے اُن لوگوں کی طرف جو پاکستان کے قیام کی بنیاد سیاسی اور معاشی قرار دیتے ہیں۔ وہ سیکولر جمہوریت کے قائل ہیں۔ اسے پاکستان کے مسائل کا حل قرار دیتے ہیں۔ لیکن پاکستان میں اس بیچاری جمہوریت کا جو حشر ہوا، اُس کا حقیقی اور بہترین نقشہ شورش کشمیری نے کھینچا تھا، بلکہ درست کھینچا تھا۔ لیکن میں وہ شعر نہیں پڑھتا کیونکہ ہم قرآن آڈیٹوریم میں بیٹھے ہیں ہمیں اس جگہ کا تقدس غیر مہذب اور غیر اخلاقی الفاظ بولنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس جمہوریت کی کچھ تفصیل یوں ہے کہ 1951ء میں لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد 1958ء تک ہم نے چھ وزیراعظم بھگتائے اور ہمیں دشمن ملک کے وزیراعظم پنڈت نہرو سے یہ طعنہ سننا پڑا کہ میں اتنے کپڑے نہیں بدلتا جتنے پاکستان میں وزیراعظم بدلتے ہیں۔ پھر بار بار مارشل لاء لگا۔ جمہوریت کا کوئی شیدائی یا جیالا احتجاج کے لیے بھی باہر نہ نکلا بلکہ ہر آنے والے کا استقبال ہوا۔ اسی طرح بدترین معاشی استحصال کا معاملہ رہا جو آج تک قائم ہے۔ جس نے غریب ہی نہیں متوسط طبقہ کو بھی زندہ درگور کر دیا۔

میں جوبات آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں کہ جو یہ کہتے تھے کہ پاکستان اسلام کے نظریہ پر قائم ہوا۔ انہوں نے بھی اس حوالے سے کچھ نہیں کیا اور جو کہتے تھے کہ پاکستان تو جمہوریت کا نتیجہ تھا، ووٹنگ ہوئی تھی۔ خاص طور پر خیبر پختونخواہ میں اور ویسے بھی پاکستان 1946ء کے انتخابات کا نتیجہ تھا پاکستان، لہٰذا تو جمہوریت کی پیدائش ہے۔ نہ انہوں نے کچھ کیا جو پاکستان کو اسلام کے حوالے سے بات کرتے ہیں۔ اور نہ انہوں نے کچھ کیا جو سمجھتے ہیں کہ پاکستان میں اگر جمہوریت رہتی تو پاکستان مستحکم ہوتا۔

قصہ کوتاہ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ نہ ہم نے اسلام کو بطور نظریۂ پاکستان ایک ہدف کے سامنے رکھا کہ ایک مضبوط اور مستحکم اسلامی فلاحی ریاست وجود میں آ سکے اور نہ ہی ہم نے اس نظریہ کو ایسی عملی تعبیر دینے کی مخلصانہ کوشش کی کہ سیاسی اور معاشی مسائل حل کیے جاتے اور ایک مضبوط پاکستان سیکولر ہی سہی سامنے تو آتا۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان تو نو سال تک کسی سیکولر جمہوری ملک کی طرح کا آئین بھی نہ بنا سکا اور پھر 1956ء میں اللہ اللہ کر کے آئین بنا تو صرف دو سال کی عمر میں اس ننھے منھے آئین کو بھاری بوٹوں نے بُری طرح کچل دیا۔ پھر 1973ء میں ایک اور آئین بنا جس کی آج تک نجانے کتنی مرتبہ بے حرمتی ہو چکی ہے ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ آئین کیا ہے موم کی ناک ہے۔ گویا ہم نے ایک ایسا جمہوری پاکستان بنایا جس میں پہلے آئین نہیں تھا، بعد میں کوئی جمہوری قدر نہیں تھی۔ اور ایک ایسی کشتی میں سوار ہو گئے جس کے سیاسی اور معاشی چپو ناکارہ تھے۔

حضرات وخواتین! اب تک میں نے دو متحارب نظریات کے حامل گروپس کا نکتہ نظر آپ کے سامنے رکھا ہے۔ اور یہ بہت تکلیف دہ ہے کہ دونوں نے اس حوالے سے کوئی مثبت کام نہیں کیا۔

اب میں آپ کے سامنے اس حوالے سے تنظیم اسلامی کا نقطۂ نظر سامنے رکھنا چاہوں گا۔ گزارش یہ ہے کہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا اگر کوئی شخص اس حقیقت سے انکار کرتا ہے تو یہ بدترین ڈھٹائی ہے۔ ایسے شخص کی ذہنی صحت مشکوک ہے۔ البتہ اگر کوئی کہے کہ تحریک پاکستان کا محرک اور پس منظر صرف اسلام نہیں تھا تو اس بات میں وزن ہے۔

یہ وزن کیوں ہے۔ اس لیے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ سیاسی اور معاشی وجوہات تھیں۔ آخر کار کوئی وجہ تھی کہ 1937ء میں بری طرح ناکام ہونے والی مسلم لیگ جب ہندوؤں کے ہاتھوں سیاسی اور معاشی طور پر پسی تو 1946ء میں مسلم لیگ نے ساری سیٹیں جیت لیں۔ میں تسلیم کر چکا ہوں کہ اس دلیل میں وزن ہے لیکن یہ ایک بڑا اہم سوال ہے کہ جس قوم کو ہندو کی بالادستی کا خوف تھا اُس کا مذہب اسلام تھا اور اُنہیں جو بھی خوف لاحق تھا یا جو بھی ان کے ساتھ بدسلوکی ہوئی، جس طرح ان کے سیاسی اور معاشی حقوق کو کچلا گیا، وہ اس وجہ سے ہوا کہ وہ مسلمان تھے۔

تو بات پھر گھوم کر وہیں آ گئی کہ اصل مسئلہ مذہب کا تھا۔ لہٰذا ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ بات الگ ہے کہ کسی کو اسلام کے نام سے چڑ ہو لیکن پاکستان اور اسلام کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ پاکستان ایک جسد ہے جس کی روح اسلام ہے۔ اسلام کے بغیر پاکستان ایک بے روح لاشہ ہے۔ یاد رکھیے کہ کبھی کوئی سانحہ یک لخت پیش نہیں آ جاتا۔ اب تھوڑا سا ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام کے سیاسی اور معاشی نظام کے حوالے سے مملکت خداداد پاکستان میں پون صدی میں کیا ہوا؟ ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر خالصتاً اسلامی ریاست بن جائے تو وہ ایک آئیڈیل صورت ہوگی۔ آئیڈیل اسلامی ریاست میں خلافت راشدہ سے بہتر دور کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن یہاں میں جس چیز کو پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ ہم ایک بات بھول جاتے ہیں کہ یہ بات مسلمان ہی نہیں غیر مسلم بھی مانتے ہیں کہ جو سیاسی اور معاشی حقوق مسلمانوں کو خلافت راشدہ کے دور میں ملے کوئی مسلم یا غیر مسلم حکومت بعد میں بھی نہ دے سکی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر واقعتاً ہم اسلام کی بنیاد پر پاکستان کی بنیاد اٹھاتے ہیں تو دنیا اور آخرت دونوں سنور جائیں گی۔ یعنی ایسا نہیں کہ صرف

دین کے حوالے سے بات ہوگی یا صرف آخرت کے حوالے سے بات ہوگی۔ آخرت یقیناً ترجیح اوّل ہوتی ہے لیکن پاکستانیوں کی دنیا بھی سنورتی۔ فرد کی دنیا بھی سنورتی اور ایسا نہیں ہے کہ اسلام کو لوگوں کی دنیا سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ ہم اکثر بھول جاتے ہیں اور اس طرف ہم کوئی توجہ نہیں دیتے کہ خلافت راشدہ میں سیاسی اور معاشی حقوق کتنے آئیڈیل تھے۔ بعد میں بھی کوئی اس کی مثال پیش نہیں کر سکا۔ آج کی دنیا فریڈم آف سپیچ کی بات کرتی ہے جمہوریت کا دعویٰ کرتی ہے۔اس سے بہتر جمہوری رویہ کیا ہوسکتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا جا رہا ہے کہ آپ نے یہ کپڑوں کا جوڑا کیسے بنالیا۔ بہترین جمہوریت صرف ووٹوں کا نام نہیں ہے۔ایک روایت میں ہے کہ ایک صحابیؓ مسجد کے دروازے پر کھڑے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ جمعہ کا خطبہ دینے کے لیے تشریف لا رہے ہیں۔تھوڑا لیٹ ہوجاتے ہیں تو وہ صحابیؓ بڑے درشت آواز میں کہتے ہیں کہ ہم آپ کے ملازم ہیں کہ نماز کے لیے آپؓ کا انتظار کرتے رہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر تشریف لاتے ہیں اور اندر خطبہ دینے سے پہلے یہ وضاحت کرتے ہیں کہ میرے پاس ایک ہی کُرتا تھا۔ وہ میں نے صبح دھلوایا تھا لیکن وہ ابھی تک صحیح طرح سوکھا نہیں تھا اور آپ لوگ دیکھ سکتے ہیں کہ ابھی بھی پوری طرح نہیں سوکھا۔یعنی میرے دیر سے آنے کی صرف ایک کرتا ہونا بنی ہے، یہ ہے اصل جمہوریت۔ہم صرف دین کا مطلب نماز روزہ سمجھتے ہیں،اس کے آگے نہیں سمجھتے اور دنیا کا مطلب پیسہ کمانا اور اس سے آگے نہیں سمجھتے۔ ایک دیندار یا دینی حکومت جتنا انسانوں کی فلاح کا خیال رکھے گی کوئی سیکولر حکومت اتنا انسانوں کی فلاح اور ان کے سیاسی و معاشی حقوق کا خیال نہیں رکھے گی ۔لہٰذا یہ بڑی اہم بات ہے۔ یہ بات لوگوں میں عام ہونی چاہیے۔ اور آج کے مسلمانوں کے علم میں آنی چاہیے۔میں سمجھتا ہوں کہ نان مسلم اس بات کو مانتے ہیں کہ خلافت راشدہ میں جس طرح لوگوں کے سیاسی اور معاشی حقوق تھے وہ بعد میں نہیں ہو سکے۔مسلمانوں کو تو اس کا مبلغ ہونا چاہیے۔

اب آجایئے 1971ء کی پاک بھارت جنگ کی طرف۔1971ء میں پاکستان کو شکست ہوئی اس حوالے سے حال ہی میں سبکدوش ہونے والے آرمی چیف نے G.H.Q میں اپنے الوداعی خطاب میں فیصلہ کن انداز میں ارشاد فرمایا کہ 1971ء میں پاکستان کی شکست ہرگز فوجی شکست نہیں تھی بلکہ یہ سیاسی شکست تھی گویا اُنہوں نے سارا ملبہ سیاست دانوں پر ڈال دیا۔ میں سمجھتا ہوں اس بیان کا پوسٹ مارٹم کرنا ضروری ہے تاکہ حقائق عوام کے سامنے آئیں۔ حقیقت میں تو اس شکست کا ذمہ دار قوم کا ہر ہر فرد ہے جو پاکستان میں بستا ہے کسی نے بھی اپنی ذمہ داری ادا نہیں کی، لیکن ظاہر ہے کہ جتنی جتنی کسی کے پاس قوت اور اختیار تھا اُتنا ہی وہ ذمہ دار تھا۔فوج ویسے بھی سرحدوں کی محافظ ہے۔ہم شاید یہ بھول چکے ہیں کہ یہ فوج کی اوّلین بلکہ واحد ذمہ داری ہوتی ہے۔لیکن اُس وقت تو بدقسمتی سے فوج حکمران بھی تھی یعنی سیاسی حیثیت بھی فوج ہی کی تھی پھر یہ کہنا بڑا عجیب لگتا ہے کہ یہ فوجی نہیں سیاسی شکست تھی۔اگر فوج اپنی اصل ذمہ داری ادا کر رہی ہوتی اور ایوان صدر کی بجائے صرف مورچوں میں موجود ہوتی تو ہمیں یہ ذلت آمیز شکست نہ ہوتی۔البتہ یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ سیاست دانوں کو بھی مکمل طور پر بری الذمہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔سیاست دان جو ہر دم جمہوریت جمہوریت کی رٹ لگاتے ہیں اور اُس وقت بھی لگا رہے تھے تو اس صورت میں اُنہیں انتخابات کے نتائج کو تسلیم کرنا چاہیے تھا۔ انہیں انتخابات کے نام سے اُس وقت بھی کرنٹ پڑ رہے تھے اور چاہتے تھے کہ اس کے بغیر ہی اقتدار مل جائے۔

لیکن سیاست دانوں کا ہمیشہ یہ معاملہ رہا ہے کہ اوّل تو انتخابات کروانے کے حوالے سے ٹال مٹول کرتے رہتے ہیں اور جب انتخابات ہو جائیں تو اُس کے نتائج تسلیم نہیں کرتے۔عوامی لیگ جس کے اُس وقت سربراہ شیخ مجیب الرحمٰن تھے انتخابات میں واضح طور پر کامیاب ہو چکے تھے۔لیکن P.P.P کے سربراہ ذوالفقار علی بھٹو اُنہیں اقتدار منتقل کرنے کے حق میں نہیں تھے اور وہ بار بار ایک عجیب بات کہہ رہے تھے کہ کیا ہم نے انتخابات میں حصہ اپوزیشن میں بیٹھنے کے لیے لیا ہے؟

جب جمہوریت کہتے ہو اور جمہوریت میں جب ووٹنگ ہوتی ہے تو زیادہ ووٹ لینے والی اور زیادہ سیٹیں جیتنے والی جماعت ہی حکومت کرتی ہے اور چاہے ایک ہی سیٹ کم ہو دوسری جماعت اپوزیشن میں بیٹھتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے ایک جلسے میں یہ کہنا وہ بہت بڑا ظلم تھا۔جب ڈھاکہ میں اسمبلی کے سیشن کی تاریخ 25 مارچ طے ہوگئی تھی، تو وہ فرماتے ہیں کہ اگر میرا کوئی اسمبلی ممبر اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کرنے کے لیے ڈھاکہ گیا تو میں اُس کی ٹانگیں توڑ دوں گا۔ میں نہیں جانتا کہ ٹانگیں ٹوٹیں یا نہ ٹوٹیں لیکن ملک ٹوٹ گیا۔

آخر میں آپ حضرات سے دو انتہائی اہم باتیں کرنا چاہتا ہوں لہٰذا خصوصی توجہ کی درخواست ہے۔ ایک یہ کہ ریاست کی حفاظت ایٹم بم کم اور نظریہ زیادہ کرتا ہے۔آپ کے سامنے سوویت یونین کی مثال ہے۔وہ اپنے نظریہ کمیونزم سے منحرف ہوئے تو ریاست پاش پاش ہوگئی درجنوں ایٹم بم ریاست کو نہ بچا سکے۔ہمیں فخر ہے کہ پاکستان واحد ایٹمی اسلامی ریاست ہے۔ اللہ کا شکر ہے لیکن ہماری قوت ہمارے نظریہ میں ہے۔ اگر ہم نے نظریاتی انحراف کو اپنی انتہا تک پہنچا دیا تو جو ایٹمی صلاحیت ہمیں افلاس، محتاجی اور دوسروں کی غلامی سے نہیں بچا سکی۔وہ اس کج روی پر ہمیں نیست و نابود ہونے سے کیسے بچا سکے گی۔اور دوسری بات یہ ہے کہ سقوطِ ڈھاکہ کی فوری وجہ یقیناً یہ تھی کہ ہم نے عوامی رائے، عوامی مینڈیٹ اور عوامی فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ایک بات واضح رہنی چاہیے کہ نظام خلافت میں بھی ایسی عوامی رائے جو شریعت کے دائرے کے اندر ہو اُسے یکسر نظر انداز کر دینے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔گویا اسلامی حکومت کی فیصلہ سازی کے قواعد و ضوابط میں عوامی رائے کی اہمیت ظاہر ہو رہا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج کے دوران طواف کر رہے تھے کہ کسی نے اُن کو بتایا کہ کچھ لوگ سرگوشیاں کر رہے ہیں کہ عمرؓ کے بعد فلاں شخص کو خلیفہ بنا دیں گے۔ آپؓ نے کہا یہ تو صرف لوگوں کا حق ہے کہ خلیفہ کون بنے؟ آپؓ نے حکم دیا کہ ابھی لوگوں کو جمع کیا جائے تو میں اُنہیں یہ بات بتاؤں۔لیکن آپؓ کو مشورہ دیا گیا کہ ایسا مدینہ واپس جا کر کرنا مناسب ہوگا۔گویا ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ عوام اور حکمران دونوں کو اپنے نظریہ کو دانتوں سے پکڑنا ہوگا۔اُس سے معمولی انحراف بھی ہرگز قبول نہیں اور عوام کو بھی ساتھ لے کر چلنا ہوگا۔ جو حکمران عوام کو ساتھ لے کر نہیں چلتا اور عوام کو نظرانداز کرتا ہے۔ وہ بھی ملک وقوم کے ساتھ مخلص نہیں ہے۔یہ دونوں باتیں اہم ہیں۔

❁❁❁

اپنے مسلمان ہونے پر فخر کیجیے!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

یہ اللہ کی سب سے بڑی شکرگزاری کا مقام ہے کہ اس نے خود اپنے انتخاب سے ہمیں دنیا کے 7 ارب انسانوں میں سے چن کر نکالا اور مسلمان پیدا کیا: ھُوَ اجْتَبٰکُمْ، اس نے تمہیں (اپنے کام کے لیے) چن لیا ہے! پھر ان دو ارب مسلمانوں میں سے بھی بحمداللہ بے دینی اور سیکولرازم (لامذہبیت) سے بچایا۔ پھر اللہ نے ہمیں راہ دکھائی اور فرمایا: ''قائم ہو جاؤ اپنے باپ ابراہیمؑ کی ملت پر۔ اللہ نے پہلے بھی تمہارا نام 'مسلم' رکھا تھا اور اس (قرآن) میں بھی (تمہارا یہی نام ہے)۔ تاکہ رسول تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ۔'' (الحج:78)

دنیا بھر کے لوگوں پر ہمیں مرکزیت، قیادت عطا کی۔ ہم نہ صرف محمد ﷺ، بلکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی وراثت کے حامل ہیں۔ یہ مقامِ فخر بھی ہے، مقامِ شکر بھی اور مقامِ ذمہ داری وجوابدہی بھی۔

فخر کیا ہے؟ خود کو بہتر سمجھنا، بڑائی کا احساس اور ناز ہونا۔ فخر کی منفی صورت تکبر ہے۔ جو گناہِ عظیم ہے۔ غرور ہے۔ دھوکا ہے! یہ مادی، ظاہری چیزوں پر غرور ہے جس میں ہمارا کوئی کمال یا دخل نہیں، مثلاً شکل وصورت، مال ودولت، گھر گاڑی، شان وشوکت کی بڑائی دماغ میں سما جانا۔ اس میں مقابلہ بازی کی حِس ہے۔ اس کی اوّلین مثال ابلیس کا بگڑنا اکڑنا ہے: انا خیرٌ منہٗ۔ میں اس (آدم علیہ السلام) سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اسے مٹی سے! آپ دیکھیے بڑائی کے اس منفی خمار کا نتیجہ کیا نکلا؟ اللہ نے حکم دیا: نکل جا تو ان لوگوں میں سے ہے جو خود اپنی ذلت چاہتے ہیں! تکبر کا نتیجہ ذلت وخواری! تمہارا کیا کمال؟

ہمیں اللہ نے الحمدللہ کہنا، شکرگزاری اور عجز سکھایا نعمتوں پر۔ تاہم فخر ایک مثبت جذبے کے ساتھ نعمت کے تحفظ کے لیے بہت اہم ہے۔ اسلام کی نعمت بالخصوص وہ ہے جسے فخر وناز کے ساتھ محبوب رکھا جانا چاہیے، اس کی بڑھوتری کی فکر رہے۔ اور حدیث کے مطابق ایمان سے پھر جانے کی نسبت آگ میں ڈالا جانا قبول ہو۔ اپنے اسلام پر فخر وناز لازم ہے۔ نفسیاتی طور پر فخر کی کمی ہو تو احساسِ کمتری پیدا ہو جاتا ہے۔ خود اعتمادی نہیں رہتی۔ مضبوط اسلامی شخصیت کے لیے علی الترتیب ہمیں کچھ چیزوں پر فخر کرنا لازم ہے، فتنوں کے اس عجب دور میں، جہاں انہونیاں ہو رہی ہیں۔ (کیونکہ آج ہمیں گلوبل ویلج کی بنا پر بن مانگی بلاؤں، آزمائشوں کا سامنا ہے، سو اس تناظر میں تقابل مغربی تہذیب سے ناگزیر ہے۔ کیونکہ یہ بالخصوص ہماری نوجوان نسل کو گمراہ کرنے کا سامان ہے۔)

مثلاً پہلا فخر اس بات پر کہ اللہ نے ہمیں اشرف المخلوقات، یعنی انسان بنایا۔ بلی، کتا، بندر نہیں بنایا۔ یہ دور وہ ہے جس میں بہت سے مغربی اپنے انسان ہونے پر عدم اطمینان کا شکار ہیں۔ سو ہزاروں وہ ہیں جو تعلیم، نوکریاں کر کے گھر آکر کتے کا لباس اور پٹے پہن کر زمین پر چار ہاتھ پاؤں پر چلتے ہیں۔ گھر ٹوٹ جانے، خاندان بکھر جانے کی بنا پر بچپن میں محبت کے رشتے کھو گئے ہیں۔ ماں باپ، بہن بھائی، چچا ماموں اور وسیع تر خاندانوں کی شفقت ختم ہو چکی۔ محبت کی کمی سے شخصیت میں چٹاخ پڑ جاتے ہیں۔ بنجر زمین کی سی کیفیت۔ زندگی بھر محبت کی تلاش۔ وہاں کتوں کی مقبولیت، کہ ہر کوئی کتے سے محبت کرتا ہے۔ سو یہ دیکھ کر بہت سے اس معنی میں کہ 'کتے تیتوں اُتے'، سمجھ کر پارٹ ٹائم 'کتیانے' لگتے ہیں! سوچیے! کتنا المناک نفسیاتی عارضہ ہے۔ سو اپنے انسان ہونے کا فخر کتنا اہم ہے۔

اسی پر بس نہیں، ایک حسینہ جمیلہ خاتون جوسلین (Jocelyn)، ارب پتی شوہر کی بیوی کو امریکا میں، بلی بننے کا شوق چرایا۔ اس نے اپنے چہرے کے آپریشن (پلاسٹک سرجریاں) کروا کروا کر صورت بلی نما تو بنالی مگر حقیقتاً وہ بھوتنی سی بن گئی۔ صرف اس لیے کہ شوہر کو بلیاں پسند تھیں، مگر پھر اتنا پیسہ لٹا کر شوہر نے اسے طلاق دے دی۔ یہ Cat Woman کہلاتی ہے اور دنیا اس پر ہنستی اور ملال کرتی ہے۔ ایک یوکرینی ماڈل نے خود کو 'باربی ڈول' (مغربی مقبول ترین بے حیا گڑیا!) کی صورت دے ڈالی۔ یہ سب سمجھنا اس لیے ضروری ہے کہ گلوبل ویلج میں نفسیاتی بیماریاں بھی کورونا کی طرح سرحدیں پار کر کے حملہ آور ہو رہی ہیں۔ سو اللہ کی ہر عطا پر اس کی شکرگزاری، اعتماد، اطمینان اور فخر لازم ہے۔

دوسرا فخر (بالخصوص خواتین کی ضرورت ہے) مغربی وباؤں کے نتیجے میں یہ کہ اللہ نے مجھے عورت بنایا۔ اسلام میں عورت بہت معزز، مکرم اور لاڈلی ہوتی ہے۔ حفاظتی حصار کے دو سیٹ اسے عطا ہوئے۔ شادی سے پہلے والدین کے ہاں محرم مردوں کا حصار۔ شادی کے بعد شوہر اور بیٹوں کا تحفظ۔ عورت کھلی نہیں پھرتی۔ اس کا تقدس اس کی عفت وعصمت سے منتج ہے۔ قرآن میں عورت کا ذکر ایک ماں ہونے کے ناتے آتا ہے۔ امِ عیسیٰؑ، امِ موسیٰؑ، امہاتِ اسماعیلؑ واسحاقؑ ویحییٰؑ۔ دوسرا تذکرہ اس کی پاکیزگیٔ نفس اور پاک دامنی کے حوالے سے ہے۔ یہی عورت کے دو قابلِ فخر مقام ہیں۔ امومت، ماں ہونا اور پاک دامن، طاہرہ طیبہ ہونا! اللہ نے سیدہ عائشہ ؓ کی پاک دامنی پر 20 آیاتِ قرآنی نازل فرمائیں۔ وحیٔ الٰہی کی گواہی اس پر اتری! اس اسوہ کو دانتوں سے پکڑنا، کیونکہ آج لڑکی/عورت سے عصمت کے تحفظ کی فکر اور خوف کو موبائل کی حیا سوزیوں کا گھن کھا گیا۔ اس فخر اور فکر کو مضبوط اور اجاگر کرنا اہم ترین ہے کہ وہ باعفت رہے۔ آج لڑکیوں کو مردانگی کا ہیضہ سوار ہے۔ مغربی فکری بلاؤں میں سے یہ احساسِ کمتری بھی ہے، مرد جیسا بننے کی حسرت کالجوں، یونیورسٹیوں اور ٹرانس جینڈری انتشار کی دین ہے۔ اس لیے بچپن سے لڑکی کا اپنی صنفی شناخت پر احساسِ تفاخر اجاگر کرنا نہایت اہم ہے۔ تربیت کے لیے سورۃ البقرہ، النساء، النور، الاحزاب کے خصوصی اسباق ذہن نشین کروانا ضروری ہے۔ اگر اپنے صنفِ نازک ہونے پر فخر نہ ہوگا تو مغرب تو اس اعتبار سے پہلے ہی دیوانگی کی بے حساب مثالیں لیے بیٹھا ہے۔ جہاں آپریشن اور ہارمون تھراپی کروا کر مونچھیں داڑھی اگانے، آواز بھاری کرنے، مردانہ لباس زیب تن کرنے کے ذوق فراواں ہیں۔ فکری ژولیدگی اور انتشار اب باضابطہ صنفی ژولیدگی اور کنفیوژن تک پہنچ کر اخلاقی سڑاند دے رہا ہے۔ ہمارے ہاں

فی الحال مردانہ وار پینٹ شرٹ اور موٹر سائیکل چلانے تک بات پہنچی ہے۔ اسے سنبھالنے کی ضرورت ہے۔

تیسرا اہم ترین فخر مسلمان ہونے کا ہے۔ کھانے کے بعد دعا میں یہ شکر گزاری شامل ہے۔ شکر ہے خدایا، کھلایا پلایا، مسلمان بنایا! (الحمدللہ الذی اطعمنا وسقانا... الخ) خدانخواستہ مسلمان ہونے کی نعمتِ عظمیٰ اور قابل فخر ہونا اگر معلوم نہ ہو تو جیسے جوسلین کو شبہ پڑ گیا تھا کہ بلی زیادہ خوبصورت ہوتی ہے اور وہ پلاسٹک سرجریاں کرواتی ویران ہو گئی بلی کی جگہ بھوتنی بن بیٹھی۔ اسی طرح اگر کافر بہتر لگنے لگے اور اپنے مسلمان ہونے پر احساس کمتری اور عدم اعتماد ہو تو اس کی آخری انتہا تسلیمہ نسرین اور سلمان رشدی ہونا ہے۔ جو کافر سے بڑھ کے خود کو کافر ثابت کرنے پر تل گئے، اپنی دنیا وآخرت کی تباہی کے درپے ہوئے! اسلام پر فخر نہ ہونے کی بنا پر معذرت خواہانہ رویہ ہوتا ہے۔ نماز پڑھتے، مسجد جاتے، پردہ کرتے، داڑھی رکھتے شرم آتی ہے۔ خود کو 'ماڈرن' ثابت کرنے کے لیے اختلاط، مغرب زدگی کی تمام علامات دیکھی جاسکتی ہیں۔ برتھ ڈے، ویلنٹائن ڈے، کرسمس منا کر ماڈرن ہونے کا فخر چمٹ جاتا ہے! جن باتوں پر فخر ہونا چاہیے ان پر شرم آتی ہے۔ اور جہاں شرم آنی چاہیے وہاں فخر ہوتا ہے!

مسلمان ہونے پر سب سے بڑی وجۂ فخر وشکر یہ ہے کہ ہم پڑھے لکھے، تعلیم یافتہ اور مہذب بنائے گئے، تربیت دیے گئے ہیں۔ پڑھا لکھا ان معنوں میں کہ ہمارے علم کی وسعت بحمداللہ بے پناہ/ دسترس میں ہے۔ مثلاً یہ کہ ہم اس کائنات کی حقیقت جانتے ہیں۔ اس کا خالق، مدبر الامر، مالك الملك (بادشاہی کا اصل مالک)، المقتدر (مکمل قدرت والا)، الحی القیوم (ہمیشہ زندہ رہنے والا، سب کو قائم رکھنے والا) اللہ ہے۔ اس کی عظیم ہستی کی پہچان ہمارے پاس ہے۔ ہمارے لیے وسیع وعریض کائنات کی حیران کن عظمتیں کوئی معمہ نہیں۔ ناسا کی دوربینیں، آلاتِ رصد صرف ہمارے ایمان کی مزید پختگی کے شواہد فراہم کرتی ہیں۔ ہم ہیروں بھرے سیارے، کہکشاؤں کا مضبوط محکم نظام خوب پہچانتے ہیں کیونکہ ہم ان کے خالق کو جانتے ہیں۔ قرآن سے، محمد ﷺ سے، براہ راست علم ہماری دسترس میں ہے۔ قرآن میں اللہ کی سب سے بڑی شہادت (آل عمران:18) موجود ہے۔ (جس کی تصدیق دو یہودی علماء نے تورات میں موجود علم کی بنیاد پر کی، اور مسلمان ہوگئے۔) اللہ نے خود اس بات کی شہادت دی ہے کہ: ''اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور (یہی شہادت) فرشتوں اور سب اہل علم نے بھی دی ہے۔ وہ انصاف پر قائم ہے۔ اس زبردست حکیم کے سوا فی الواقع کوئی خدا نہیں ہے۔'' مسند احمد کی روایت ہے: عرفات میں رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی تو اس کے بعد فرمایا: وانا علی ذلك من الشاهدين۔ اور اے پروردگار! میں بھی اس پر شاہد ہوں۔ دوسری روایت میں یہ کہنے پر جنت کی بشارت ہے۔ یہ کہنے کی لطافت یہ ہے کہ وہ عظیم گواہی جو اس کائنات کی سب سے بڑی (غیبی) حقیقت ہے، اس پر اللہ، فرشتوں، انبیاء (وتمام اہلِ علم) کی گواہی پر ہم سا بے نوا ننھا سا انسان اپنی آواز ملا کر کہتا ہے کہ 'میں بھی اس پر گواہ ہوں!' (گو مشتِ خاک ہوں!) سبحان اللہ...... یہ جو آج کا مسلمان احساس کمتری کا مارا اسلام سے دامن چھڑاتا، منہ چھپاتا پھرتا ہے، سائنس کی نگاہ ہی سے خالق کو دیکھ لے تو ناممکن کہ وہ اس دین پر فریفتہ نہ ہو۔ آج ضرورت اسلام کے دفاع کی نہیں، اس کے اصل تعارف کی ہے۔ اس پر ہمارا فخر، اور فخر کی بنا پر تمام احکام فرائض وسنن کو دانتوں سے پکڑنا دعوت کا حصہ ہے۔ افغانستان اس کی مثال ہے جو دنیا کے دباؤ پر 'جاہلیت' قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں!

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(22 تا 26 دسمبر 2022ء)

جمعرات (22 دسمبر) کو مرکزی عاملہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (23 دسمبر) کو قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ رات کو لاہور آنا ہوا۔

ہفتہ (24 دسمبر) کو صبح 09 بجے مرکز میں توسیعی عاملہ کے پہلے سیشن میں شرکت کی، جو ایک بجے تک جاری رہا۔ 2:30 بجے دین حق ٹرسٹ کے بورڈ آف گورنرز کے سالانہ اجلاس کی صدارت کی۔ بعد نماز عصر توسیعی عاملہ کے دوسرے سیشن میں رات 8:15 بجے تک شرکت کی جو اگلے روز اتوار (25 دسمبر) کو نماز ظہر تک جاری رہا۔ بعد نماز ظہر جماعت اسلامی کی زیر اہتمام منعقدہ انسداد سود سیمینار میں شرکت کے لئے اسلام آباد روانگی ہوئی۔ رات ڈاکٹر ضمیر اختر صاحب کے ہاں قیام کیا۔

پیر (26 دسمبر) کو ایک مسجد میں بعد نماز فجر انفرادی واجتماعی ذمہ داریوں کے حوالہ سے گفتگو کی۔ بعد ازاں کچھ ملاقاتیں کیں۔ (مولانا عبدالغفار حسن مرحوم کے صاحبزادے) ڈاکٹر سہیل حسن صاحب کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ دوسری ملاقات الدعوہ اکیڈمی کے ڈاکٹر الیاس صاحب (محمود غازیؒ کے شاگرد) سے رہی۔ انہوں نے بہت اچھے انداز میں خوش آمدید کہا۔ ڈاکٹر ضمیر اختر صاحب ان سے رابطہ میں رہیں گے۔ خبیب فاؤنڈیشن کے ندیم صاحب سے ملاقات ہوئی۔ ان کو ''رسول ﷺ انقلاب کا طریق انقلاب'' کی کتاب پیش کی گئی ہے۔ استفادہ نیز ویڈیو دیکھنے کے لیے کہا ہے۔ نوید صاحب کو نظم کے ذریعے رسول انقلاب کا طریق انقلاب کی ویڈیو بھی فراہم کر دی جائے۔ ان سے بھی رابطہ رہے گا۔ بعد ازاں جماعت اسلامی کے زیر اہتمام منعقدہ سیمینار میں جانا ہوا۔ مولانا زاہد الراشدی صاحب نے کہا کہ جس طرح ختم نبوت کے حوالے سے تحریک چلائی گئی اسی سنجیدگی سے علماء کرام کو انسداد سود کے حوالے سے تحریک چلانی چاہئے۔ امیر جماعت اسلامی سراج الحق صاحب نے کہا کہ اگر عدالت اپیلوں کے حوالہ سے کارروائی نہیں کرتی تو عوامی احتجاج کا اہتمام کریں گے۔ امیر محترم نے کہا کہ ان حضرات اور دینی طبقات کو مستقل طور پر توجہ دلانے کی ضرورت ہے۔

رات کو کراچی واپسی ہوئی۔ وہاں پر معمول کی مصروفیات رہیں۔

قائم مقام نائب امیر سے تنظیمی امور کے بارے میں آن لائن رابطہ رہا۔

تقویٰ اور اس کے تین درجات

مولانا رضوان اللہ

تقویٰ کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف اس کی عظمت کی وجہ سے پیدا ہوجائے، اور اس کے مواخذہ کی فکر پیدا ہوجائے، جس کے اثر سے زندگی میں تیقظ یعنی دینی بیداری پیدا ہوجائے، تاکہ اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے والی ہر چیز سے آدمی بچ سکے۔ ویسے تقویٰ کی تعریفات وتوجیہات میں علماءِ امت نے مختلف تعبیرات استعمال فرمائی ہیں، اور کتاب و سنت سے مختلف انداز میں اس کی وضاحت کی ہے، مگر ان میں حضراتِ محققین نے جسے سب سے زیادہ راجح اور پسندیدہ قرار دیا ہے وہ ہے حضرت ابی ابن کعب ؓ کی تعریف وتحقیق، جب آپؓ سے سیدنا فاروق اعظم ؓ نے تقویٰ کی حقیقت معلوم کی، تو آپؓ نے آسان اور بہترین مثال سے تقویٰ کی حقیقت سمجھائی، فرمایا: ”اے امیر المومنین! کیا کبھی کسی خاردار راستہ سے آپ کا گزر ہوا ہے؟ فرمایا: جی ہاں! متعدد بار گزرا ہوں، اچھا! تو اس وقت آپؓ نے کیا طرزِ عمل اختیار کیا تھا؟ حضرت ابی ابن کعب ؓ نے سوال کیا، جواباً حضرت عمر ؓ نے ارشاد فرمایا: اس موقع پر خود کو اور اپنے کپڑوں کو نہایت سمیٹ کر بڑی احتیاط سے چلا ہوں کہ کہیں دامن کانٹوں سے الجھ نہ جائے، تب حضرت ابی ابن کعب ؓ نے عرض کیا: حضرت! یہی تو تقویٰ ہے۔ (ابن کثیر)

یہ دنیا ایک خاردار وادی ہے، اس خارستان میں ہر طرف گناہوں کے کانٹے موجود ہیں، اس لیے دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرنا کہ ہمارا ایمانی دامن گناہوں کے کانٹوں سے الجھنے نہ پائے اسی کا نام تقویٰ ہے، اور جو اس صفت سے متصف ہوجائے وہ متقی ہے۔

تقویٰ کے تین درجات:

تقویٰ کا پہلا درجہ: تو یہ ہے کہ بندہ کفر اور شرک سے بچ جائے، یہ سب سے کم اور ادنیٰ درجہ ہے، جو الحمدللہ! ہر مسلمان کو حاصل ہے، اور اگر زیادہ نہیں تو بندہ کم از کم اتنا کر لے کہ کفر وشرک سے بچے، تب بھی وہ آخرت کے دائمی عذاب سے محفوظ رہے گا، اسی لیے تقویٰ کا یہ درجہ فرض ولازم قرار دیا گیا، ارشاد ہے: ﴿وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى﴾ (الفتح:26) ”اور اُس نے لازم کر دیا ان پر تقویٰ کی بات کو۔“ آیت کریمہ میں تقویٰ سے یہی مراد ہے۔ (مظاہر حق جدید)

حدیث قدسی میں ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ﴿هُوَ أَهْلُ التَّقْوٰى وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ۝٥٦﴾ (المدثر) ”وہی ڈرنے کے لائق ہے اور وہی مغفرت کا مجاز۔“ یعنی وہ اللہ ہی اس لائق ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور وہی معافی اور مغفرت کے اختیارات بھی رکھتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے میں تقویٰ اختیار کرنے والوں کے ساتھ ہوں، اور جس نے تقویٰ اختیار کیا، یعنی میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا، تو میری شان (رحمت کا تقاضا) یہی ہے کہ میں اس کی مغفرت کردوں۔ (ترمذی)

تقویٰ کا دوسرا درجہ: یہ ہے کہ ایک انسان جیسے کفر وشرک سے بچتا ہے، تمام صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے بھی بچ جائے، یہ درمیانی درجہ کا تقویٰ ہے، جو ہر مسلمان پر واجب ہے، اور محاورہ میں اسی کا نام تقویٰ ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرٰى آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ﴾ (الاعراف) ”اور اگر یہ بستیوں والے ایمان لاتے۔“ اب جو شخص جتنا زیادہ گناہوں سے بچے گا اور بچنا چاہے گا وہ اتنا ہی زیادہ متقی ہوگا، حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ متقی وہ ہے جو حرام سے بچے اور فرائض بجالائے (گلدستہ تفاسیر) امام محمدؒ سے کسی نے فرمائش کی کہ آپ تقویٰ پر ایک کتاب لکھیں، تو انہوں نے فرمایا: صَنَّفْتُ كِتَابَ الْبُيُوْعِ میں نے خرید وفروخت اور دوسرے معاملات پر ایک کتاب لکھ دی ہے، مقصد یہ تھا کہ معاملات میں شریعت (کے احکامات) کی پابندی اور محرمات سے بچنا تقویٰ پیدا کرنے کا بڑا ذریعہ ہے۔ (عبادت وخدمت) پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا پیارا بننا اور گناہوں سے بچنا چاہتا ہے رب کریم اسے ضرور بالضرور اپنا پیارا بناتا اور گناہوں سے بچاتا ہے، چنانچہ آیت قرآنی و ارشاد ربانی ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ (العنکبوت:69) ”اور جو لوگ ہماری راہ میں جدوجہد کریں گے ہم لازماً ان کی راہنمائی کریں گے اپنے راستوں کی طرف۔“ اس کی تفسیر بعض علماء نے یہی بیان فرمائی ہے۔ (واللہ اعلم) ایک عبرت آموز واقعہ: اس سلسلہ میں علامہ عبدالرحمٰن صفویؒ نے اپنی کتاب ”نزہت المجالس“ میں اور ابن کثیرؒ نے تفسیر ابن کثیر میں ایک عبرت آموز واقعہ بیان فرمایا ہے کہ سیدنا فاروقِ اعظم ؓ کے زمانے میں ایک شخص نوجوان، عبادت گزار اور پرہیزگار تھا، ایک عورت اس پر فریفتہ تھی، وہ اس کو مسلسل اپنی طرف مائل کرتی رہتی تھی، حتیٰ کہ وہ نوجوان ایک دن اس کے گھر آ ہی گیا، لیکن اللہ تعالیٰ کی شان! اسی وقت اسے یاد آیا جس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ متقی ہیں، جب انہیں شیطان کی طرف سے کوئی خطرہ (گناہ کا) لاحق ہوجاتا ہے، تو وہ فوراً اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگ جاتے ہیں (الاعراف) یکایک اس کی حقیقی ایمانی آنکھ کھلی، خوابِ غفلت سے بیدار ہوگیا اور ارادۂ معصیت ترک کر دیا، اور اتنا ہی نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے خوف وخشیت کا اس قدر غلبہ اس پر ہوا کہ وہ بے ہوش ہوگیا، جب ہوش میں آیا تو پھر یہی آیت بار بار پڑھنے لگا، حتیٰ کہ پڑھتے پڑھتے جان بحق ہوگیا، ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۝﴾ حضرت عمر ؓ کو اس واقعہ کا پتہ چلا تو اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور دعائے مغفرت کے بعد اس کی قبر سے مخاطب ہوکر فرمایا: اے نوجوان! ﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝٤٦﴾ (الرحمٰن) ”اور جو کوئی اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا اُس کے لیے دو جنتیں ہیں۔“ جو اللہ سے ڈر گیا اس کے لیے اللہ کی طرف سے دو جنتیں ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس آیتِ کریمہ کو سن کر قبر کے اندر سے آواز آئی: اے عمر! اللہ تعالیٰ نے مجھے دونوں جنتیں بخش ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ مقام خوفِ الٰہی اور تقویٰ سے حاصل

ہوتا ہے، وہ جس کی زندگی میں ہے حق تعالیٰ اس کی دنیا بھی جنت کدہ بنا دیتے ہیں، اس لیے بعض مفسرین فرماتے ہیں: ﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾﴾ (الرحمٰن) میں ایک تو آخرت کی جنت مراد ہے، اور دوسری دنیا کی۔

تقویٰ کا تیسرا اور سب سے اعلیٰ درجہ: لیکن تقویٰ کا تیسرا سب سے اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ ایک انسان اپنے اللہ اور انجام کے خوف سے جملہ معاصی اور محرمات سے تو بچتا ہی ہو، اسی کے ساتھ مکروہات اور مشتبہات سے بھی بچ جائے، اور اپنے باطن کو غیر اللہ میں مشغول نہ کرے۔ یہی حق تقویٰ اور حقیقی تقویٰ ہے، اور جس کا حکم رب العالمین نے اس طرح فرمایا اے ایمان والو! دل میں اللہ کا ویسا ہی خوف رکھو جیسا خوف رکھنا اس کا حق ہے۔ (آل عمران)

حدیث میں ہے کہ بندہ اس وقت تک حقیقی متقی نہیں ہو سکتا جب تک کہ ان چیزوں کو ترک نہ کر دے جن میں حرج نہیں، اس خوف سے کہ کہیں حرج میں نہ پڑ جائے۔ (ترمذی)

سلفِ صالحین اور ان میں بھی خصوصاً متقدمین کا تقویٰ یہی تھا، اس سلسلہ میں متقدمین کے تو بڑے ہی عجیب وغریب اور حیرت انگیز واقعات ملتے ہیں، چنانچہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ آپؒ نے تجارت میں اپنے ایک شریک حضرت حفص بن عبد الرحمن کے پاس کچھ کپڑا بھیجا، کپڑے کا ایک تھان ذرا سا عیب دار تھا، تو حضرتؒ نے بتایا کہ خریدار کو اس سے ضرور آگاہ کر دینا۔ اتفاق سے وہ خریدار کو بتلانا بھول گئے اور یہ بھی یاد نہ رہا کہ وہ عیب دار تھان کس کے ہاتھ فروخت کیا امام صاحبؒ کو جب معلوم ہوا تو بہت افسوس کا اظہار فرمایا، پھر اسی پر اکتفا نہ کیا، بلکہ سارے تھانوں سے حاصل ہونے والی قیمت صدقہ کر دی جس کی رقم تیس ہزار درہم تھی، تاکہ مشتبہ مال سے مکمل اجتناب ہو۔ (الخیرات الحسان فی مناقب ابی حنیفہ النعمان)

یہ تقویٰ کا اعلیٰ درجہ ہے، جو فرض تو نہیں، البتہ افضل ضرور ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ کفر وشرک سے بچنا ادنیٰ درجہ کا تقویٰ ہے، فسق وفجور سے بچنا اوسط درجہ کا تقویٰ ہے، اور غیر اللہ سے بچنا، اسی طرح ہر اس چیز سے بھی بچنا جس سے اللہ تعالیٰ کی محبت میں رکاوٹ پیدا ہو، جیسے شکوک وشبہات، تو یہ اعلیٰ درجہ کا تقویٰ ہے۔

پاکستانی سیاست کے دو اہم اَدوار---- ذوالفقار علی بھٹو اور جنرل ضیاء الحق کے دورِ حکومت---- کے دوران بانیٔ تنظیم اسلامی کے فکر انگیز اور بصیرت افروز سیاسی تجزیوں اور حالاتِ حاضرہ پر تبصروں کے انتخاب پر مشتمل کتاب

جُدا ہو دیں سیاست سے....!

۱۹۷۴ء تا ۱۹۸۴ء کے سیاسی تجزیے

از

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

سفید کاغذ — عمدہ طباعت — مضبوط جلد

صفحات: 296 — قیمت: 600 روپے

مکتبہ خُدام القرآن لاہور

0301-111 53 48 maktaba.com.pk

Email:maktaba@tanzeem.org

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

دعائے مغفرت

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، نوشہرہ کے رفیق محترم محمد ہارون کی والدہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0342-2846948

☆ حلقہ ملاکنڈ، بٹ خیلہ کے مبتدی رفیق جواد احمد کے والد وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0345-9172814

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے منفرد رفیق محترم فدا حسین کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0313-5151944

☆ تنظیم اسلامی نیو ملتان کے رفیق محمد عرفان بٹ کے بہنوئی اور احمد علی بٹ اور مامون بٹ کے پھوپھا وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0308-7888849

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کا دورۂ حلقہ لاہور شرقی

تنظیم اسلامی پاکستان نظم کے اعتبار سے بیس حلقہ جات میں منقسم ہے۔امیر تنظیم سال میں ایک مرتبہ ہر حلقہ کا دورہ کرتے ہیں۔رفقاء، ذمہ دار حضرات سے خصوصی ملاقات کے علاوہ عمومی نوعیت کے دعوتی پروگراموں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔اسی سلسلے میں امیر محترم شجاع الدین شیخ نے 16 دسمبر شام تا 18 دسمبر دوپہر تک کا وقت حلقہ کے لئے مختص کیا تھا۔پہلا پروگرام علاقہ کے علماء سے خصوصی ملاقات پر مشتمل تھا۔حلقہ میں شامل تنظیموں کی خصوصی دعوت پر پندرہ سے زائد علمائے کرام نے شرکت کی۔سب سے پہلے امیر تنظیم اسلامی نے اپنا مختصر اور ضروری تعارف پیش کیا۔بعدازاں امیر تنظیم نے علمائے کرام سے ملاقاتوں کے اغراض و مقاصد بیان کئے۔شریک محفل علمائے کرام نے اپنا تعارف کرایا اور جس تنظیمی رابطے سے وہ یہاں تشریف لائے، اُسے بھی بیان کیا۔امیر تنظیم نے اُمت مسلمہ کو درپیش سنگین حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے دینی قوتوں کے مابین اتحاد و اتفاق اور قریبی تعلقات کی اہمیت کا تذکرہ کیا۔اُنہوں نے بطور خاص مولانا مفتی تقی عثمانی اور مولانا مفتی منیب الرحمن کی خصوصی کاوشوں کا بھی ذکر کیا۔اُنہوں نے قرآنِ مجید کے متفق علیہ ترجمہ کے ضمن میں بھی شرکاء کو آگاہ کیا اور پنجاب اور خیبر پختونخوا میں اس ضمن میں خوش آئند پیش رفت کا تذکرہ بھی کیا۔چائے اور دیگر لوازمات کے ساتھ شرکاء کی تواضع کا اہتمام کیا گیا۔لاہور کے بزرگ اور ہمارے دیرینہ ہمدم عالم دین جناب عبدالرؤف ملک کی بھی تشریف آوری ہوئی۔اُنہوں نے تنظیم اسلامی کے رفقاء کو اپنی پُر خلوص دُعاؤں سے نوازا اور امیر تنظیم سے خوشگوار بے تکلفانہ انداز سے گفتگو فرمائی۔اس پُروقار تقریب کے بعد امیر محترم نے قرآن آڈیٹوریم میں ''پاکستان کی بقاء واستحکام کا راز نظریۂ پاکستان کی عملی تعبیر'' کے عنوان سے منعقدہ سیمینار میں صدارتی خطاب فرمایا۔مہمان مقررین میں جناب ڈاکٹر حماد لکھوی، سربراہ شعبہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی لاہور شامل تھے۔ڈاکٹر عبدالسمیع اور مرکزی ناظم نشرواشاعت محترم ایوب بیگ مرزا نے بھی سیمینار سے خطاب کیا۔17 دسمبر بروز ہفتہ کو جنرل ہسپتال کے نیورو آڈیٹوریم میں امیر تنظیم اسلامی کا خصوصی خطاب ہوا۔پروگرام کا انعقاد ڈیفنس تنظیم کے امیر جناب راحیل محمود بھٹی، رفیق تنظیم ڈاکٹر پروفیسر میاں محمد حنیف سربراہ شعبہ آرتھوپیڈک ڈیپارٹمنٹ اور ڈاکٹر ذوالقرنین کی خصوصی کاوشوں سے عمل میں آیا۔امیر تنظیم اسلامی کا شاندار استقبال کیا گیا۔پروگرام کے بعد پروفیسر ڈاکٹر سردار عبدالعزیز ظفر اور دیگر سینئر ڈاکٹر اور پروفیسر حضرات نے امیر محترم کو الوداع کہا۔نمازِ ظہر دفتر حلقہ لاہور شرقی میں ادا کی گئی۔

مختصر وقفہ و آرام کے بعد اگلے پروگرام کے لیے مدرسہ جامعہ منظور الاسلامیہ روانگی ہوئی۔مدرسہ میں باجماعت نماز کی ادائیگی کے بعد خصوصی دعوتی پروگرام کا آغاز ہوا۔مہتمم مدرسہ صاحبزادہ مولانا اسد فاروق کے ہمراہ امیر تنظیم اسلامی اور نائب ناظم اعلیٰ جناب پرویز اقبال سٹیج پر رونق افروز ہوئے۔جلسہ کا آغاز مدرسہ کے شعبہ قراءت کے استاد قاری سید رسول کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔موصوف نے سورۃ آلِ عمران کی آیات 18 تا 20 کی تلاوت کی اور آیات کا ترجمہ بھی بیان کیا۔سٹیج سیکرٹری کی ذمہ داری ڈاکٹر حبیب اسلم نے ادا کی۔مولانا اسد اللہ فاروقی نے بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ اور اپنے والد پیر سیف اللہ خالد کے باہمی تعلقات کا تذکرہ کیا۔امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ نے مدرسہ کی انتظامیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ایسے پروگراموں کو دین اسلام اور ملک وملت کے مفاد کے لیے اہم اور مفید قرار دیا۔اُنہوں نے کہا کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔لہٰذا پورے دین کو اختیار کرنے ہی سے اُمت موجودہ زوال سے نجات حاصل کرسکتی ہے وگرنہ اسلام کے کچھ احکامات پر عمل اور بعض دوسرے احکامات سے صرفِ نظر کرکے انہیں چھوڑ دینا دنیوی زندگی میں ذلت کا باعث اور آخرت میں عذابِ خداوندی کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتا ہے۔اُنہوں نے کہا کہ اسلام کے نام پر قائم ہونے والے ملک میں طویل عرصہ گزرنے کے بعد بھی پیش رفت کی بجائے پسپائی کا رجحان نظر آرہا ہے۔محض عقائد، عبادات، رسومات اور انفرادی اعمال پر عمل کے ساتھ ساتھ اجتماعی احکامات پر عمل پیرا ہونا وقت کا تقاضا ہے۔امیر تنظیم نے کہا دین مخالف اور عوام دشمن استحصالی اور ظالمانہ نظام کا خاتمہ اسلام کا اولین اور اہم ترین مقصد اور نصب العین ہے۔اُنہوں نے کہا کہ اسلامی نظام کے قیام کے لیے، غیر مسلح، پُرامن اور منظم جدوجہد چلانا وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔دینی جماعتوں اور علماء کو باہمی تعاون اور اتفاقِ رائے سے دین کے نفاذ اور منکرات کے خاتمہ کے لئے منظم تحریک برپا کرنا ہوگی۔دعا پر اس محفل کا اختتام ہوا۔واپس مرکز حلقہ پہنچے اور نمازِ عشاء کی ادائیگی کے بعد امیر تنظیم نے ''قرآن حکیم اور ہم'' کے موضوع پر خصوصی خطاب فرمایا۔اُنہوں نے کہا کہ حکمران اشرافیہ نے کرکٹ کے کھیل کو قوم کی زندگی اور موت کا مسئلہ بنا کر انہیں دین و ملت کے تقاضوں سے غافل کر دیا ہے۔ایک مسلمان کی زندگی اور موت کا مسئلہ ایمان کا حصول اور قرآن فہمی ہونا چاہئے۔اُمت مسلمہ کا عروج وسربلندی قرآن سے وابستہ ہے۔انہوں نے شرکاء کو نصیحت کی وہ قرآن مجید سے اپنے تعلق پر نظر ثانی کرتے ہوئے اسے اہم ترین سرگرمی کا حصہ بنالیں۔انہوں نے کہا کہ ایمان میں اضافہ بھی خود قرآن ہی کے ذریعے ممکن ہے۔امیر محترم، نائب ناظم اعلیٰ اور راقم نے رات کو دفتر حلقہ میں قیام کیا۔نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد امیر حلقہ محترم نور الوریٰ نے درسِ قرآن دیا۔ناشتہ سے فراغت کے بعد مسجد نور باغ والی میں رفقاء حلقہ سے خصوصی ملاقات پر مبنی نشست کا اہتمام تھا۔

نشست کا آغاز امیر حلقہ جناب نور الوریٰ کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔امیر حلقہ نے حلقہ کے ذمہ دار حضرات کا امیر محترم سے تعارف کرایا۔بعدازاں رفقاء نے امیر محترم سے تنظیمی، دعوتی اور تحریکی موضوعات پر سوالات کیے۔امیر محترم نے رفقاء کے سوالات کے جوابات دیئے۔چائے کے وقفے کے بعد ذمہ دار حضرات نے امیر تنظیم سے ملاقات کی۔امیر محترم نے تنظیم اسلامی میں خواتین کی شرکت وشمولیت اور دعوتی و تنظیمی پروگراموں میں خواتین کے کردار پر راہنمائی فرمائی اور اس حوالے سے مسائل کا حل بھی تجویز کیا۔

نمازِ ظہر کی ادائیگی اور ظہرانہ کے ساتھ یہ دوروزہ خصوصی پروگرام اختتام پذیر ہوا۔(مرتب کردہ: نعیم اختر عدنان، ناظم نشرواشاعت، حلقہ لاہور شرقی)

حلقہ پنجاب جنوبی کے ناظم دعوت کا دورہ راجن پور

حلقہ پنجاب جنوبی کے ناظم دعوت محترم محمد سلیم اختر نے مورخہ 17 دسمبر 2022 کو داجل کے ایک استاد جناب عبدالصبور کی دعوت پر راجن پور کا دعوتی دورہ کیا۔ راجن پور کے ملتزم رفیق جناب ڈاکٹر وقاص اشرف اور 5 رفقاء نے بھی اس دورہ کے دروس قرآنی میں شرکت کی۔ ناظم دعوت نے دن 12:00 بجے داجل کی سٹیپ ون اکیڈمی میں طلبہ و اساتذہ کرام سے، ''نوجوانوں کے لیے اسلام کا پیغام'' کے عنوان سے خطاب کیا۔ نماز ظہر وکھانے کے بعد گرلز اکیڈمی برائے خواتین میں سہ پہر 3:00 بجے ''خواتین کی دینی ذمہ داریاں'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ جس میں کثیر تعداد میں طالبات وٹیچرز نے شرکت کی۔ بعد نماز عشاء مفتی تقی عثمانی کے شاگرد محترم مفتی مشتاق سلیم صاحب کی مسجد میں درس قرآن مجید ہوا، جس میں 150 کے قریب نمازیوں نے شرکت کی۔ مفتی صاحب نے بھی اس درس کو خوب سراہا اور خواہش کا اظہار فرمایا کہ یہ مسجد آپ کے لیے ہر وقت کھلی ہے جب چاہیں درس کے لیے آسکتے ہیں۔ اس پروگرام کے لیے راجن پور کے رفقاء نے بڑی محنت کی۔ 100 کی تعداد میں ہفت روزہ ندائے خلافت تقسیم ہوا۔ دو احباب نے تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔ مفتی صاحب نے رات کے کھانے کی میزبانی کی۔ رات کا قیام جناب عبدالصبور صاحب کے یہاں کیا۔ صبح ناشتہ کے بعد تونسہ کے لیے روانہ ہوئے۔

18 دسمبر بروز اتوار حلقہ کے منفرد اسرہ تونسہ شریف کا دورہ طے تھا۔ شدید دھند اور سخت سردی میں داجل سے مرکز تنظیم اسلامی جامع مسجد نور گجر آباد گلشن محمود کالونی تونسہ شریف پہنچے۔ جہاں رفقاء اور سامعین ناظم دعوت کے منتظر بیٹھے تھے۔ انہوں نے 11:30 بجے ''حالات حاضرہ اور نجات کی راہ'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ یہ اسرہ تونسہ شریف کا ماہانہ دعوتی اجتماع تھا۔ اس خطاب میں 100 کے قریب رفقاء واحباب نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سلیم اختر صاحب کی ان کوششوں کو شرف قبولیت فرمائے اور جن رفقاء نے اس دورہ کو کامیاب کرنے کے لیے بہت محنت کی، اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو بھی قبول فرمائے۔ آمین یارب العالمین (مرتب: رضا محمد گجر)

حلقہ ملاکنڈ کا سہ ماہی اجتماع

حلقہ ملاکنڈ کا سہ ماہی تربیتی اجتماع 11 دسمبر 2022ء کو بمقام جنگئ مسجد تھانہ بائی پاس روڈ منعقد ہوا۔ اس پروگرام میں کافی رفقاء نے شرکت کی۔ محترم شوکت اللہ شاکر نے سورہ المومنون کی آیات 7 تا 9 کا درس دیا۔ اس کے بعد کبل کے رفیق نے درس حدیث دیا۔ اس کے بعد موضع تھانہ کے رفیق الطاف حسین نے سیرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر مدلل انداز میں خطاب کیا۔ اس کے بعد رفیق آسرہ اوچ لوئر دیر احسان اللہ نے بانی محترم کی کتاب ''سابقہ اور موجودہ مسلمان امتوں کا ماضی، حال اور مستقبل'' کا مطالعہ کروایا۔ اس کے بعد اسرہ مینگورہ کے رفقاء نے صدیق صاحب کی نگرانی میں اُسرہ میٹنگ کا عملی مظاہرہ کر کے دکھایا۔ چائے کے وقفہ پر رفقاء نے ایک دوسرے سے باہمی تعارف حاصل کیا۔ چائے کے وقفہ کے بعد رفیق حبیب علی نے ''تزکیہ نفس'' کے موضوع پر قرآن واحادیث کی روشنی میں رفقاء کو سمجھایا۔ اس کے بعد غالیگے سے تعلق رکھنے والے رفیق علی شیر نے ''اقامت دین اور اس کے طریقہ کار'' پر مدلل انداز میں گفتگو کی۔ آخر میں امیر حلقہ نے اختتامی بیان کرتے ہوئے رفقاء کو ہدایات دیں کہ کیسے دین کے کام کو ترجیح اوّل دے کر کرنا چاہیے۔ اجتماعی دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ اللہ رب العزت ہم سب کی سعی وکوشش کو قبول کرے۔ آمین یارب العالمین! (رپورٹ: رفیق تنظیم)

تنظیم اسلامی باجوڑ شرقی وغربی کا سہ ماہی اجتماع

باجوڑ کی دو تنظیم شرقی وغربی کا سہ ماہی اجتماع بروز اتوار صبح 9:30 بجے بمقام باجوڑ پیلس پلازہ نزد راحت ہوٹل خار منعقد ہوا۔

محترم گل محمود نے درس قرآن کا فریضہ ادا کیا اور درس حدیث کی ذمہ داری جناب محمد سعید نے ادا کی۔ اس کے بعد جناب فیض الرحمٰن نے ''تزکیہ نفس'' کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی۔ محترم حضرت نبی محسن نے ''اقامتِ دین اور اس کا نبوی طریقہ کار'' کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ اگر اسلامی انقلاب لانا چاہتے ہو تو سیرت نبوی ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا اسوہ اپنانا ہوگا۔

اس کے بعد چائے اور باہمی تعارف کا وقفہ ہوا۔

وقفہ کے بعد محترم شیر محمد حنیف نے ''سیرت النبی ﷺ'' کے موضوع پر گفتگو کی۔ جناب محمد نعیم نے رفقاء کے سامنے مطالعہ لٹریچر پیش کیا۔ امیر حلقہ جناب ممتاز بخت تنظیمی مصروفیات کی وجہ سے لاہور میں تھے، لہٰذا ان کی جگہ ذمہ داری محترم فیض الرحمٰن نے ادا کی۔

اس بابرکت مجلس کا اختتام محترم فیض الرحمٰن کی دعا پر ہوا۔ اس پروگرام میں تقریباً 30 افراد نے شرکت کی۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس سعی کو قبول فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔ (رپورٹ: لاہور خان، معتمد مقامی تنظیم باجوڑ شرقی)

مقامی تنظیم دیر بالا کے زیر اہتمام سہ ماہی تربیتی اجتماع

تنظیم اسلامی دیر بالا زون کا سہ ماہی اجتماع بمقام بیبیوڑ 18 دسمبر 2022ء کو منعقد ہوا۔ جس میں مقامی تنظیم واڑی، داروڑہ، بیبیوڑ اور دیر بالا کے رفقاء واحباب نے شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز درس قرآن سے ہوا۔ محترم محمد حنیف نے سورہ العصر کا درس دیا۔ اس کے بعد محترم نظیر اللہ نے ''جماعت کی اہمیت'' پر سیر حاصل گفتگو کی۔ چائے کے وقفہ کے بعد ہی بیبیوڑ کے رفقاء نے ایک مثالی اسرے کا مذاکرہ کرایا۔

اس کے بعد بیبیوڑ کے مقامی تنظیم کے نائب امیر محترم محمد خالد نے ''تزکیہ نفس'' پر مدلل خطاب کیا۔ انہوں نے بتایا کہ کسی بھی انقلابی تحریک کے کارکنوں میں تزکیہ نفس کا عنصر موجود نہ ہو تو تحریک کامیابی کی طرف گامزن نہیں ہوسکتی۔

پروگرام کے آخر میں محترم ڈاکٹر فیض الرحمٰن نے ''منہج انقلاب نبویؐ'' پر مفصل خطاب کیا۔ انہوں نے قرآن وحدیث کی روشنی میں منہج انقلاب نبویؐ کے چھ گوشوں کو واضح کیا۔ انہوں نے مختلف تحریکوں کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ان تحریکوں سے نہ کبھی ماضی میں معاشرے میں تبدیلی آئی ہے اور نہ آئندہ کبھی اسی طریقے سے کامیابی ممکن ہے۔ ہمیں نظام کو تبدیل کرنا ہے۔ نظام کی تبدیلی کے بغیر انقلاب لانا مشکل ہے۔ آخر میں امیر حلقہ ملاکنڈ محترم ممتاز بخت نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔ اجتماعی دعا پر اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ: رفیق تنظیم)

حلقہ کراچی جنوبی کے تحت سہ ماہی تربیتی اجتماع

سہ ماہی تربیتی اجتماع 18 دسمبر 2022ء بروز اتوار مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں بعنوان ''دین اسلام کا جامع تصور'' منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں حلقہ کے تمام رفقاء کو مدعو کیا گیا تھا۔ میزبانی کے فرائض راقم نے ادا کیے۔

اجتماع کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ کلام پاک سے ہوا۔ تلاوت کا شرف کورنگی شرقی تنظیم کے رفیق جناب حافظ ریان بن نعمان نے حاصل کیا۔ انہوں نے ''سورۃ التغابن آیات 01 تا 10'' کی احسن انداز میں تلاوت کی۔ بعدازاں تلاوت کی جانے والی آیات پر ''ایمانیات ثلاثہ'' کے حوالے سے تذکیر جناب عامر خان نے کی۔ انہوں نے کہا کہ ایمان اصلاً ایمان باللہ کا نام ہے۔ ایمان بالرسالت اور ایمان بالآخرت اللہ کو الھادی اور العادل ماننے کا مظہر ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کو اسماء و صفات کے ساتھ ماننا چاہیے۔ قانونی اعتبار سے اہم ترین ایمان بالرسالت ہے۔ اس کے علاوہ عمل کے اعتبار سے سب سے اہم تر ایمان بالآخرت ہے۔ قرآن مجید میں ایمان لانے والوں کا انتہائی حسین انجام جبکہ کفر کرنے والے کے لیے سخت عذاب کی وعید ہے۔ بعدازاں امیر مقامی تنظیم ڈیفنس محترم عاطف اسلم نے ''رسومات'' کے موضوع پر بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ خوشی اور غمی کے موقع پر دنیا میں رہنے والے سب ہی لوگ کچھ نہ کچھ رسومات اختیار کرتے ہیں۔ ہمارا دین خوشی یا غمی کے موقع پر رہنمائی دیتا ہے جس پر عمل کرنے سے وہ گھڑی ہمارے لیے نیکی، عبادات اور باعث برکت بن جاتی ہے۔ ہمیں خوشی ہو یا غمی ہر حال میں فرمان الٰہی، سنت رسول ﷺ اور سیرت صحابہؓ کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ راقم نے موضوع ''عبادات اربعہ'' پر ملٹی میڈیا پریزینٹیشن کی مدد سے بیان کیا۔ جس میں دینی فرائض کی عمارت میں عبادات کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا۔ نبی اکرم ﷺ اور ان کے جو رفقاء ہیں قرآن نے ان کا وصف بیان کیا ہے کہ وہ کبھی رکوع کی حالت میں ہوتے ہیں، کبھی سجدہ کی حالت میں۔ عبادات محض کوئی مشقت نہیں بلکہ بندہ مومن کے لیے تحفہ ہیں۔ اس کا ہمیں باقاعدگی اور حقیقی روح کو سامنے رکھتے ہوئے اہتمام کرنا چاہیے۔ مزید ہم رفقاء میں نماز کو بنیاد بنا کر دیگر فرائض شہادت علی الناس اور اقامت دین کی جدوجہد کے لیے ترغیب دلاتے ہیں لیکن اگر کوئی رفیق نماز کو ہی اہمیت نہ دے جس کے بارے روز قیامت سب سے پہلے سوال ہونا ہے پھر وہ دیگر فرائض کی ادائیگی میں بھی سستی سے کام لے گا۔ ناظم تربیت مقامی تنظیم اولڈ سٹی جناب محمد نعمان صاحب نے بعنوان ''اسلام کا معاشی، معاشرتی و سیاسی نظام'' پر بیان کیا۔ اور شرکاء کو بانی محترم کے خطبات ''اسلام کا انقلابی منشور'' اور خطبات خلافت کے مطالعہ کے لیے ترغیب دلائی۔ بعدازاں باہمی ملاقات اور چائے کے لیے 30 منٹ کا وقفہ دیا گیا۔

وقفہ کے بعد موضوع ''آداب تلاوت قرآن'' معتمد لانڈھی تنظیم جناب حافظ محمد لقمان نے بیان کیے۔ امیر محترم نے سالانہ اجتماع کے اختتام پر ذمہ داران کو توجہ دلائی تھی کہ وہ تجوید ٹیسٹ دینے کا اہتمام کریں گے اور قرآن پاک کی درست ادائیگی کے لیے کوشش کریں گے۔ بانی محترمؒ نے قرآن پاک کے جو پانچ حقوق بیان فرمائیں ہیں ان میں بھی نمبر دو قرآن مجید کی درست تلاوت کرنا ہے۔ لہٰذا ہماری یہ تلاوت لحن جلی غلطیوں سے پاک اور حسن کے ساتھ ہونی چاہیے۔ بعدازاں امیر مقامی لانڈھی تنظیم جناب محمد ہاشم صاحب نے موضوع ''ملکی سیاست اور ہمارا مؤقف'' بذریعہ ملٹی میڈیا پریزینٹیشن پیش کیا۔ آپ نے بانی محترمؒ کے خطاب 1993ء کے چند نکات مرتب کیے تھے جسے عمدگی کے ساتھ شرکاء میں بیان کیا۔ ملکی انتخابات میں حصہ لینے کے حوالے سے دستور میں درج پالیسی کا بھی مطالعہ کروایا۔

آخر میں امیر حلقہ کراچی جنوبی جناب ڈاکٹر محمد الیاس نے ''دین اسلام کا جامع تصور اور رسول ﷺ انقلاب کا طریقہ انقلاب'' پر ملٹی میڈیا پریزینٹیشن کی مدد سے مذاکرہ کروایا۔ آپ نے دین کا مفہوم، انفرادی اور اجتماعی گوشے، اسلام اور سیکولرازم میں فرق اور ان کی ادائیگی کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کی ضرورت و اہمیت پر سوال جواب کی صورت میں مذاکرہ کروایا۔ مذاکرہ کے بعد امیر حلقہ نے تمام حاضرین کا عموماً اور مدرسین کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا جنہوں نے انتہائی محنت کے ساتھ اپنی ذمہ داری ادا کیں۔ امیر حلقہ نے امیر محترم کی جانب سے سالانہ اجتماع کے موقع پر دیئے گئے اہداف کی جلد از جلد تکمیل کے لیے ترغیب دلائی اور مرکزی واٹس ایپ براڈ کاسٹ گروپ کو جوائن کرنے کا بھی کہا۔ آئندہ سہ ماہی کے حوالے سے بھی مرکز اور حلقہ کی جانب سے طے شدہ پروگرامات سے بھی رفقاء کو مطلع کیا۔ مرحومین کے لیے مغفرت اور بیماروں کی صحت یابی کے لیے دعا پر یہ مبارک محفل اختتام پذیر ہوئی۔ اللہ سب حاضرین کی شرکت کو قبول و منظور فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

(رپورٹ: محمد سہیل راؤ، معتمد حلقہ و ناظم تربیت حلقہ کراچی جنوبی)

ناظم اعلیٰ خیبر پختونخوا کا امراء حلقہ جات کے ساتھ مشاورتی پروگرام

27 دسمبر 2022ء کو نائب ناظم اعلیٰ خیبر پختونخوا محترم گل رحمٰن کی رہائش گاہ پر امراء حلقہ جات کے ساتھ ایک مشاورتی پروگرام کا انعقاد ہوا۔ اس اجتماع میں نائب ناظم اعلیٰ خیبر پختونخوا گل رحمٰن، محمد شمیم خٹک، امیر حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، ممتاز بخت امیر حلقہ ملاکنڈ اور محمد سعید معتمد خاص برائے نائب ناظم اعلیٰ شریک ہوئے۔

نائب ناظم اعلیٰ نے تنظیم میں Follow up پر شرکاء سے تفصیلی گفتگو کی اور ضروری ہدایات دیں۔

نائب ناظم اعلیٰ نے امیر حلقہ ملاکنڈ کو یاد دہانی کرائی کہ ملاکنڈ ڈویژن میں سکولوں میں موسم سرما کی تقریباً دو مہینوں کی تعطیلات ہوتی ہے اس لیے اس موقع کو توسیعی دعوت کے لیے استعمال کرنے کے لیے جامع منصوبہ بندی کریں۔ پروگرام میں نظام العمل اور احسان اسلام کے مطالعہ کا جائزہ لیا گیا۔ اس پروگرام میں اصلاحی خطوط کی بروقت ترسیل اور اس پر اپنے تاثرات پر مشاورت ہوئی۔

نائب ناظم اعلیٰ نے امراء کو تشکیل شوریٰ کے ضمن میں مرکز کی جانب سے جاری کردہ ہدایات کی روشنی میں مقررہ ڈیڈ لائن سے پہلے پہلے یہ عمل مکمل کرنے کی تاکید کی۔ مسنون دعا کے بعد اجتماع کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ: رفیق تنظیم)

حلقہ خواتین کراچی کے زیرِ اہتمام سالانہ اجتماع

حلقہ خواتین کراچی جنوبی کا سالانہ اجتماع 18 دسمبر 2022 کو بمقام قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع کی مہمان خصوصی ازواجِ امیر محترم تھیں۔ اس اجتماع کا موضوع ”تجدید سبق“ تھا۔ اسٹیج میزبانی کے فرائض زوجہ ڈاکٹر الیاس صاحب نے انجام دیئے۔

پروگرام کا آغاز صبح 8:45 تلاوتِ قرآن پاک سے ہوا۔ اہلیہ فرقان صاحب نے سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 32 سے 35 کی تلاوت کی اور ترجمہ بیان کیا۔

اس کے بعد اہلیہ منصور صاحب نے نعتِ رسول مقبول ﷺ پیش کی۔ نعت کے اشعار میں نبی کریم ﷺ کی قربانیاں جو انہوں نے امت کی نجات کی خاطر دیں اور جو مصائب و تکالیف امت کی خاطر اٹھائیں ان کا تذکرہ کیا گیا اور مسلمانوں کو ان کا مقصدِ زندگی یاد دلایا گیا۔

نعت کے بعد اہلیہ رمضان صاحب نے ”اسلام کے ضابطہ اخلاق“ پر بہت پُر جوش اور پُر اثر خطاب کیا۔ ایک مومن کا اخلاق و کردار کیا ہونا چاہیے؟ مومن کو بغض، کینہ اور حسد سے پاک ہونا چاہیے۔ خاص طور پر ان کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔ پھر اہلیہ جاوید صاحب نے ”شرم و حیا“ پر بہت خوبصورت بیان کیا۔

اس کے بعد اہلیہ کامل صاحب نے نوجوان بچیوں کے مسائل اور ان کے حل پر بہترین تبصرہ کیا۔ خاص طور پر نوجوان بچیوں کے لباس درست کرنے کی تلقین کی۔ وقفے کے فوراً بعد محترم اہلیہ عامر صاحب نے ”مقصدِ زندگی“ کے موضوع پر بڑا پُر اثر بیان کیا۔ پھر اہلیہ ذیشان صاحب نے ”قرآن سے تعلق“ سورۃ الکہف کی روشنی میں بیان کی۔ انہوں نے سورہ کہف کی اہمیت کو اجاگر کیا اور سورہ کہف کے مضامین اور اس میں بیان کئے گئے واقعات کی وضاحت کی۔

اس کے بعد معاونہ مشاورتی اسرہ نے امیر حلقہ کراچی جنوبی کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ جس میں امیر حلقہ نے خواتین سے ان کے تمام کردار احسن طرح سے ادا کرنے کی تلقین فرمائی اور اپنے محرم مردوں کو دعوت و اقامت دین کی جدوجہد میں ترغیب دلانے اور ان کے لیے سہولت بہم پہنچانے کی تلقین فرمائی۔

اس کے بعد زوجہ امیر محترم نے رفیقات تنظیم اسلامی سے خطاب کیا۔ انہوں نے رفیقات کی پروگرام میں شرکت کو سراہا اور اجتماع کے تمام بیانات کی بھی تحسین کی اور رفیقات کو مفید تجاویز سے نوازا۔

اس کے بعد زوجہ امیر محترم نے ہمشیرہ نعمان اختر صاحبہ کو مہمانون کا شکریہ ادا کرنے کے لئے بلایا۔ ہمشیرہ نعمان اختر نے میزبان ٹیم اور تمام انتظامات کی تعریف کی اور سب کا شکریہ بھی ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ سب بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے اپنی بات کا اختتام دعائیہ اشعار پر کیا۔ ؎

خدا کرے اس چمن کو کبھی زوال نہ ہو
کھلیں جو اس میں مہکا دیں سارے عالم کو
اس کے رکھوالوں کو کبھی زوال نہ ہو
ہر پھول ایسا ہو کہ اس کی کوئی مثال نہ ہو

زوجہ امیر محترم نے تنظیم کی نہایت سینئر رفیقہ حفیظہ خالہ جنہوں نے آغازِ تنظیم سے تنظیم میں شمولیت اختیار کی تھی کو دعا کی درخواست کی۔ حفیظہ خالہ نے بہت پُر سوز دعا کروائی۔ ان کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ اذانِ ظہر پر اجتماع کا اختتام ہوا۔

❀❀❀

گوشۂ سود

سود کی حرمت کے حوالے سے اعتراضات اور اُن کے جوابات

پانچواں اعتراض: اللہ بھی فرماتا ہے کہ مجھے قرض دو، میں تمہیں بڑھا چڑھا کر لوٹاؤں گا۔

جواب: اللہ کو دیے جانے والے قرض اور بندوں کو دیے جانے والے قرض میں فرق یہ ہے کہ بندہ محتاج اور ضرورت مند ہوتا ہے جبکہ اللہ ہر قسم کی احتیاج سے پاک ہے۔ اللہ نے اپنے لیے قرض کی اصطلاح ایسے بندوں کی حوصلہ افزائی کے لیے استعمال کی ہے جو اللہ کی خوشنودی کے لیے اس کی راہ میں انفاق کرتے ہیں۔ دراصل اللہ سود خوری کو ختم کرنے کے لیے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ فاضل سرمایہ بجائے سود پر قرض دینے کے اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ جو کوئی ایسا کرے گا وہ نوعِ انسانی کے لیے رحمت کا سامان کرے گا' لہٰذا اللہ اس خرچ کو اپنے ذمے قرض قرار دے کر گویا یقین دہانی کراتا ہے کہ وہ اسے روزِ قیامت بڑھا چڑھا کر لوٹائے گا۔ اللہ کے اس وعدے سے کسی بھی انسان پر ظلم نہیں ہوگا جبکہ دنیا میں جو لوگ سود لیتے ہیں وہ درحقیقت نوعِ انسانی پر ظلم کر رہے ہوتے ہیں۔

بحوالہ ”سود: حرمت، خباثتیں، اشکالات“، از حافظ انجینئر نوید احمدؒ

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 258 دن گزر چکے!

Quote on Riba

“But though Usury is in itself immoral, and justly condemned by every ethical code, its chief and worst defect in the particular case we are now examining, the growth of Capitalism and its increasing proletariat, is the centralization of irresponsible control over the lives of men: the putting power over the proletariat into the hands of a few who can direct the loans of currency and credit without which that proletariat could not be fed and clothed and maintained in work.”

John Maynard Keynes (American Economist)

The fruits of a godless civilization

In USA, over the past half century, the share of adults who identify as Christian has fallen from 90 percent to 64 percent.If current trends continue, Pew Research estimates that Christians could become a minority in America by 2045.According to Federal Reserve data released on September 8, 2022, total consumer debt rose$23.8 billion in July 2022 to a record. The average U.S. household is now $35,000 in debt (not counting mortgage debt). That is $12,000 more than the average household carried 50 years ago (even after adjusting for inflation). Yet despite these sobering statistics, Americans continue to cope with rising prices with their credit cards. Marriage rates among millennials are also at all-time lows. Meanwhile, divorce rates among baby boomers have more than doubled since 1990. More and more couples who have been married for 20 or more years are getting what some call a "gray divorce." Another symptom of the hopelessness besetting America's increasingly agnostic society is drug overdoses. The Centers for Disease Control andPrevention estimates that there were 107,622 drug overdose deaths last year. Yet rather than combat drug trafficking, the Biden regime is passing out free syringes. A National Institutes of Health grant allots $3.6 million for vending machines filled with "injection equipment, naloxone, fentanyl test strips, hygiene kits, condoms and other supplies." These machines will be set up in rural Kentucky in an effort to provide addicts wit/h clean syringes when they inject themselves with heroin, fentanyl and other narcotics. Supplying such paraphernalia has been found to reduce overdose deaths, but they sidestep the bigger issue of preventing and ending drug usage. Millions use marijuana, cocaine, heroin, methamphetamines and other drugs for the same reasons millions of others run up massive debts or leave their spouse of 20-plus years.

Source: *Excerpt from an article in theTrumpet; https://www.thetrumpet.com/trumpet_issues/250*

ACEFYL

SUGAR FREE
COUGH SYRUP

Acefylline piperazine 45mg + Diphenhydramine HCl 8mg

پاکستان کا مقبول ترین
کھانسی کا شربت
شوگر فری
میں بھی دستیاب ہے

ہر قسم کی کھانسی میں
یکساں مفید

PHARMA